﴿......اِنَّ الفَضلَ بِيَدِ اللهِ يؤتِيهِ مَن يشاء ☆﴾(آل عمران:٧٤) ﴿......عَسٰى اَن يَبعَثَكَ رَبكَ مَقاماً محموداً﴾ (بنی اسرائیل: ٨٠)

ہفت روزہ

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ:— نصیر احمد قمر

جلد ۵ جمعۃ المبارک ۲۷/ فروری ۱۹۹۸ء شمارہ ۹

۲۹/ شوال ۱۴۱۸ ہجری ☆ ۲۷/ تبلیغ ۱۳۷۸ ہجری شمسی

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام﴾

کس قدر افسوس اور تعجب ان پر ہے جو کہتے ہیں خدا نہیں مل سکتا۔ کس نے مجاہدہ اور سعی کی اور پھر خدا کو نہیں پایا؟ خدا تو ملتا ہے اور بہت جلد ملتا ہے لیکن اس کے پانے والے کہاں؟

"انگریزی اور مغربی قومیں دنیا کی تلاش اور خواہش میں لگی ہوئی ہیں۔ ابتداء میں ایک موہوم اور خیالی امید پر کام شروع کرتے ہیں، سینکڑوں جانیں ضائع ہوتی ہیں، ہزاروں لاکھوں روپے برباد ہوتے ہیں، آخر ایک بات پا ہی لیتے ہیں۔ پھر کس قدر افسوس اور تعجب ان پر ہے جو کہتے ہیں خدا نہیں مل سکتا۔ کس نے مجاہدہ اور سعی کی اور پھر خدا کو نہیں پایا؟ خدا تو ملتا ہے اور بہت جلد ملتا ہے لیکن اس کے پانے والے کہاں؟؟؟

اگر کوئی یہ شبہ پیش کرے کہ خدا نہیں ہے، تو بڑی بیہودہ بات ہے اور اس سے بڑھ کر کوئی نادانی اور بے وقوفی نہیں ہے جو خدا کا انکار کیا جاوے۔ دنیا میں دو گواہوں کے کہنے سے عدالت ڈگری دے دیتی ہے۔ چند گواہوں کے بیان پر جان جیسی عظیم چیز کے خلاف فتویٰ دے دیتی ہے اور پھانسی پر لٹکا دیتی ہے حالانکہ شہادتوں میں جعل اور سازش کا اندیشہ ہی نہیں یقین ہوتا ہے۔ لیکن خدا کے متعلق ہزاروں لاکھوں انسانوں نے جو اپنی قوم اور ملک میں مسلّم راستباز نیک چلن تھے شہادت دی ہو اسے کافی نہ سمجھا جاوے۔ اس سے بڑھ کر حماقت اور ہٹ دھرمی کیا ہوگی کہ لاکھوں مقدسوں کی شہادت موجود ہے اور پھر انہوں نے اپنی عملی حالت سے بتادیا ہے اور خون دل سے یہ شہادت لکھ دی ہے کہ خدا ہے اور ضرور ہے۔ اس پر بھی اگر کوئی انکار کرتا ہے تو وہ بیوقوف ہے۔ اور پھر عجیب تو یہ بات ہے کہ کسی معاملہ میں رائے دینے کے لئے ضروری ہے کہ اس کا علم ہو۔ جس شخص کو علم ہی نہیں وہ رائے دینے کا کوئی حق نہیں رکھتا۔ رائے زنی کرے تو کیا احمق اور بیوقوف نہ کہلائے گا، ضرور کہلائے گا، بلکہ دوسرے دانشمند اس کو شرمندہ کریں گے کہ احمق جبکہ تجھے واقفیت ہی نہیں تو پھر تُو رائے کس طرح دیتا ہے۔ اس طرح پر جو خدا کی نسبت کہتے ہیں کہ وہ نہیں ہے۔ ان کا کیا حق ہے کہ وہ رائے دیں جبکہ الٰہیات کا علم ہی ان کو نہیں ہے اور انہوں نے کبھی مجاہدہ ہی نہیں کیا ہے۔

ہاں ان کے یہ کہنے کا حق ہو سکتا تھا اگر وہ ایک خدا پرست کے کہنے کے موافق تلاشِ حق میں قدم اٹھاتے اور خدا کو ڈھونڈتے۔ پھر اگر ان کو خدا نہ ملتا تو بے شک کہہ دیتے کہ خدا نہیں ہے۔ لیکن جب کہ انہوں نے کوئی کوشش اور مجاہدہ نہیں کیا ہے تو ان کا انکار کرنے کا حق نہیں ہے۔ غرض خدا کا وجود ہے اور وہ ایک ایسی شے ہے کہ جس قدر اس پر ایمان بڑھتا جاوے اسی قدر قوت ملتی جاتی ہے اور وہ نہاں در نہاں ہستی نظر آنے لگتی ہے یہاں تک کہ کھُلے کھُلے طور پر اس کو دیکھ لیتا ہے اور پھر یہ قوت دن بدن زیادہ ہوتی جاتی ہے۔ یہی ایک بات ہے جس کی تلاش دنیا کو ہونی چاہئے مگر آج یہ قوتیں دنیا میں نہیں رہی ہیں"۔

(ملفوظات جلد اول، طبع جدید صفحہ ۲۰۸، ۲۰۹)

وہ لوگ جو اپنے جتھوں پر فخر کرتے ہیں انہیں چاہئے کہ اپنی فکر کریں یہ نہ ہو کہ ان کے جتھے سارے کے سارے خدا کے حضور رد کر دئے جائیں

آج ساری دنیا میں جو بحران پیدا ہو رہے ہیں ان کے ذمہ دار حد سے زیادہ عیاشی میں زندگی بسر کرنے والے لوگ ہیں

(خلاصہ خطبہ جمعہ ۱۳/ فروری ۱۹۹۸ء)

لندن (۱۳/ فروری): سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج مسجد فضل لندن میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ تشہد، تعوذ اور سورہ فاتحہ کے بعد حضور انور نے سورۃ المائدہ کی آیت ۱۰۶ ﴿یا ایہا الذین امنوا علیکم انفسکم لا یضرکم من ضل اذا اھتدیتم......الخ﴾ کی تلاوت کی اور اس کا ترجمہ پیش فرمایا کہ اے مومنو! اپنی جانوں کی حفاظت کرو۔ جب تم ہدایت پا جاؤ تو کسی کی گمراہی تمہیں نقصان نہیں پہنچائے گی۔ حضور نے فرمایا کہ اس آیت کریمہ سے بظاہر یوں معلوم ہوتا ہے کہ دوسرے کی گمراہی کی فکر نہیں کرنی چاہئے لیکن ہرگز یہ مراد نہیں ہے۔

حضور نے فرمایا کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ فلاں شخص اس عہدہ پر ہے اور اس

باقی صفحہ نمبر ۹ پر ملاحظہ فرمائیں

مختصرات

مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل پر روزانہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ "ملاقات" کا پروگرام نشر ہوتا ہے۔ یہ پروگرام احباب کی دینی اور روحانی تعلیم و تربیت کے لئے بے حد مفید اور اہم ہے۔ مختصرات کے اس کالم میں ہم ہفتہ بھر کے پروگرام "ملاقات" کی مختصر ڈائری پیش کرتے ہیں تا کہ اگر کوئی دوست اصل پروگرام سن یا دیکھ نہیں سکے تو وہ مطلوبہ پروگرام کا حوالہ دے کر اپنے ملک کے شعبہ سمعی و بصری سے یا شعبہ آڈیو ویڈیو (یو۔کے۔) سے اس کی ویڈیو حاصل کر سکیں۔ اس ہفتہ کے پروگرام ملاقات کا مختصر خلاصہ اپنی ذمہ داری پر ہدیہ قارئین ہے۔

ہفتہ، ۷/ فروری ۱۹۹۸ء:

آج حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ بچوں کی ملاقات کا پروگرام جو آج ہی ریکارڈ کیا گیا تھا نشر کیا گیا۔ پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن مجید سے ہوا۔ نظم کے بعد یوزبین زبان میں لا الہ الا اللہ کا نغمہ ایک گروپ نے سنایا۔ آج کے پروگرام کی خصوصیت مختلف زبانوں میں لا الہ الا اللہ کا نغمہ ترنم کے ساتھ پیش کرنا تھا۔ چنانچہ لڑکیوں کے ایک گروپ نے فرنچ زبان میں لا الہ الا اللہ کا نغمہ شیریں آواز میں متاثر کرنے والے انداز میں سنایا۔ اس کے بعد لڑکیوں اور لڑکوں کے درمیان رمضان اور عید کے متعلق ایک Quiz Contest دکھایا گیا۔ اس میں لڑکیوں نے لڑکوں سے زیادہ نمبر حاصل کئے۔ اس کے بعد بنگالی زبان میں لا الہ الا اللہ پر مشتمل ایک نغمہ بہت خوبصورتی سے سنایا گیا۔ آخر پر سب بچوں میں عیدی تقسیم کی گئی

اتوار، ۸/ فروری ۱۹۹۸ء:

آج انگریزی دان زائرین کے ساتھ سوال و جواب کا دن تھا۔ اہم سوالات مع مختصر جوابات اپنی ذمہ داری پر ہدیہ قارئین ہیں:

☆......سوال کیا گیا کہ امریکہ اور برطانیہ عراق پر فوجی حملے کا گرما گرم پراپیگنڈا کر رہے ہیں اور روس کے صدر یلسن نے کہا ہے کہ عراق پر حملہ تیسری عالمی جنگ پر منتج ہو سکتا ہے۔ حضور انور کا اس بارہ میں کیا خیال ہے؟

حضور انور نے فرمایا کہ صدر یلسن کی صرف Lip Service ہے کیونکہ ان کی طرف سے تیاری کا اظہار نہیں۔ اگر وہ بھی سرحدوں پر فوجیں وغیرہ لے آتے اور اگر ایسا ہوتا تو امریکہ اور برطانیہ کبھی جرأت نہ کرتے۔ اسرائیل کے ملک پر کبھی حملہ کرنے کی دھمکی نہیں دی جاتی حالانکہ وہ بھی ایسے ایسے اشتعال دلانے والے مواقع فراہم کرتا رہتا ہے۔ روس لمبے عرصہ تک تیسری جنگ کے لئے تیار نہیں۔ اس کے علاوہ چین اور گردونواح کے ممالک کا ردعمل ظاہر نہیں۔

☆......جونیئر سکولوں میں عیسائی تہوار منائے جاتے ہیں لیکن باقی مذاہب کے تہوار نہیں منائے جاتے۔ کم از کم مسلمانوں کو اپنے تہواروں کی کوشش کرنی چاہئے؟

حضور نے فرمایا کہ یہ کسی بھی سیاسی حکومت کے لئے ممکن نہیں کہ مختلف مذاہب کو cater کرے۔ ملکی majority کے تہوار منائے جا سکتے ہیں ورنہ تو سارا سال وقت تہوار منانے میں ہی لگا رہے۔

☆...... مغربی افریقہ میں مائیں بیٹیوں کی شادی بیاہ کے سلسلے میں سختی کے ساتھ اپنی مرضی ٹھونستی ہیں اور حدیث، جنت ماں کے قدموں کے نیچے ہے' کا سہارا لیتی ہیں؟۔ حضور انور نے وضاحت فرمائی اور فرمایا کہ اس حدیث کا تو یہ مطلب ہے کہ ماؤں سے نرمی اور محبت سے پیش آؤ اور ان کی خدمت کرو۔ یہ نہیں کہ خدا کی تعلیم پر عمل نہ کرو۔ حضور انور نے ایک بت پرست ماں اور توحید پرست بیٹے کی مثال دے کر سمجھایا کہ شادی بیاہ کے معاملے میں اور بہو کے ساتھ سلوک میں ماں کی ناجائز دخل اندازی روا نہیں۔

☆...... آج کل سیاسی لیڈروں کی پرائیویٹ زندگیوں پر کیچڑ اچھالا جا رہا ہے یہ کہاں تک مناسب ہے؟

حضور انور نے فرمایا کہ یہ سوسائٹی میں منافقت کا نتیجہ ہے۔ اکثر ایسی ہی زندگیاں گزار رہے ہیں اور پرواہ نہیں کرتے۔ اگر آپ Aids ہی کا مطالعہ کریں تو یہ بھی اپنے ساتھیوں سے بے وفائی کا نتیجہ ہے۔ سیاسی لیڈر سیاسی فائدہ حاصل کرنے کے لئے راز کو اچھال رہے ہیں ورنہ حقیقت یہ ہے کہ ان کے ہاں کوئی اخلاقی اصول نہیں ہے۔ امریکہ میں پہلے بھی کلنٹن کی زندگی کوئی راز نہ تھی لیکن اب کچھ سیاسی لیڈر اس کے خلاف ہو گئے ہیں۔ تمام امریکنوں کو صدر کے حالات معلوم ہیں۔ اور ہر دفعہ شور و غوغا کے بعد وہ پہلے سے بھی زیادہ ہر دلعزیز ہو جاتا ہے۔

☆......حال ہی میں ایک عورت کو پھانسی دی گئی۔ کیا عورت کو بھی پھانسی دی جا سکتی ہے؟

حضور انور نے فرمایا، کیوں نہیں، مرد سے مساوات کا دعویٰ ہے تو پھر اس میں بھی مساوات برقرار رہے گی۔

اس پر مزید کہا گیا کہ اس عورت نے repent اور remorse کا اظہار کیا تو پھر کیوں معاف نہیں کیا گیا۔ حضور نے فرمایا کہ اگر کوئی

باقی اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں

ملزم جلد نہیں پکڑا جاتا اور اپنی اصلاح کر لیتا ہے تو اسے پکڑنے کا حق نہیں لیکن اگر دوسری پارٹی اسے معاف نہ کرے تو قانون کی پیروی کی جائے گی۔ اگر وہ بھی جذبہ انتقام کے تحت قانون کا نفاذ چاہتا ہے تو قانون جاری کیا جائے گا۔ حضور انور نے فرمایا کہ امریکہ کی گلیاں ایسے مجرموں سے بھری پڑی ہیں ان کا کوئی نوٹس نہیں لیتا۔ یہ صرف شوبازی ہے۔

☆...... اسی خاتون کی پھانسی کے سلسلہ میں ایک اور زاویہ سے سوال اٹھایا گیا کہ آنحضرت ﷺ کے زمانے میں ایک جنگ میں جب ایک صحابی نے ایک مشرک کو اس کے اظہار اسلام کے باوجود اس لئے قتل کر دیا تھا کہ وہ اپنی جان بچانا چاہتا تھا تو آنحضرت ﷺ نے اس پر سخت ناراضگی کا اظہار فرمایا۔ اس عورت نے بھی اقرار کر لیا تھا اور توبہ کر لی تھی تو پھر اسے چھوڑ دینا چاہئے تھا۔

حضور نے فرمایا یہ قصہ بالکل مختلف ہے۔ اسلام نے مسلمانوں کو مارنے سے منع فرمایا ہے کیونکہ وہ آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہو سکتا ہے کہ کوئی شخص اپنی جان بچانے کے لئے مذہب بدلنے کا بہانہ کرے۔ تم اس کے دل کو نہیں جانتے۔ اس پر اعتبار کرو اور اس میں آنحضرت ﷺ اتنے پکے تھے کہ آپ کی پوری زندگی میں آپ نے کسی پر کبھی شک نہیں کیا اور اس کے برعکس آپؐ نے فرمایا کہ جب تلوار تمہارے عقائد بدلنے کے لئے سونتی جائے تو جان دے دو لیکن عقیدے کو نہ بدلو۔ اللہ تلوار کی جیت کی اجازت نہیں دیتا۔ جیت مذہب کی ہونی چاہئے۔

اس کے علاوہ مندرجہ ذیل سوالات کئے گئے جن کے جوابات قبل ازیں مختصرات کے کالم میں دئے جا چکے ہیں۔ ☆...... خوابوں کی کیا اہمیت ہے۔ ☆...... عید مختلف دنوں میں کیوں منائی جاتی ہے؟ ☆...... آنحضرت ﷺ نے مکہ پر چڑھائی کیوں کی حالانکہ آپ تلوار اٹھانے کے خلاف تھے؟ ☆...... اگر ایک احمدی دوسرے احمدی کے ساتھ معاہدے کی خلاف ورزی کرے تو اسے کیا طریق اختیار کرنا چاہئے۔

سوموار، ۹؍ فروری ۱۹۹۸ء :

آج حضور انور کے ساتھ ہومیو پیتھی کلاس نمبر ۹۹ جو ۲۵؍ جولائی ۱۹۹۵ء کو پہلی بار ریکارڈ اور براڈکاسٹ کی گئی تھی نشر مکرر کے طور پر ٹرانسمٹ کی گئی۔

منگل، ۱۰؍ فروری ۱۹۹۸ء :

ترجمۃ القرآن کلاس نمبر ۲۲۷۔ آیات نمبر ۲۵ تا ۳۴ نشر کی گئی۔ آج کلاس کا آغاز کرتے ہوئے حضور انور نے آیت نمبر ۲۴ کے تعلق میں فرمایا کہ نذیر میں بھی بشارت کے معنی مضمر ہیں۔ اور آیت نمبر ۲۵ میں لفظ قریۃ نہیں بلکہ امۃ فرمایا ہے جو زیادہ وسعت رکھتا ہے۔ حضور انور نے اپنے مطالعہ اور ذاتی تجربہ کی بنا پر فرمایا کہ Aborigines اور Red Indians میں بھی نذیروں کا آنا ثابت ہے۔ اور ان کی امتوں نے ان سے فائدہ اٹھایا۔ حضور نے فرمایا مختلف امتوں میں بعض رسول آیات لے کر آئے، بعض کو صحف دئے گئے اور بعض کو روشن کتابیں عطا کی گئیں۔ حضور نے فرمایا کہ نبیوں کا بنیادی مشن ڈرانا نہیں بلکہ خوشخبری دینا ہوتا ہے۔ ان کے انذار سے فائدہ اٹھانے والے نقصانات سے محفوظ رہتے ہیں۔

آیت نمبر ۲۸ جس میں مختلف رنگوں اور مزوں کے پھلوں اور مختلف رنگوں کے پہاڑوں کا ذکر ہے۔ حضور نے فرمایا میری رائے میں پہاڑوں سے مراد یہاں مختلف شریعتیں ہیں اور وہ الگ الگ تھیں لیکن ان کا سرچشمہ ایک ہی ہے۔ آیت نمبر ۲۹ میں ایک دائمی اصول کا ذکر ہے کہ عالم کی تعریف یہ ہے کہ وہ خدا کا خوف اپنے اندر رکھتا ہو۔ اگرچہ دنیاوی علوم پر دسترس حاصل کرنا بھی ضروری ہے۔ لیکن اس کے نتیجے میں خوفِ خدا ہو گا تو خدا کی نظروں میں عالم شمار ہونگے ورنہ عالم کہلانے کے مستحق نہیں۔

آیت نمبر ۳۰ میں عبادت کے علاوہ انفاق فی سبیل اللہ کے طریق پر روشنی ڈالی گئی ہے یعنی کہ مقبول خرچ وہ ہے جو پوشیدہ طور پر کیا جائے اور بعد میں بعض مصالح کے پیش نظر اعلانیہ بھی کیا جا سکتا ہے۔ بہر حال آغاز سِرّ سے ہونا چاہئے۔ آیت نمبر ۳۱ میں لیوفیھم اجورھم کا مطلب بھرپور اجر ہے کہ جتنا پیالہ اور ظرف ہو گا اتنا ہی اجر اور پھر فضل کی وجہ سے اس میں توسیع بھی کی جائے گی۔ بنئے کے تول کا مضمون نہیں ہے۔ آیت نمبر ۳۲ میں عباد الرحمن کے لئے خوشخبری ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے نیک ارادوں کو جانتا ہے اور ان کی خبر گیری فرماتا ہے۔ آیت ۳۳ میں میں ظالم نفسہ سے گنہگار مراد نہیں بلکہ اپنے نفس کو خدا کی راہ میں مشقت میں ڈالنا مراد ہے۔ اس کے بغیر انسان نفس امّارہ سے نفس لوّامہ اور نفس لوّامہ سے نفس مطمئنہ کی طرف سفر نہیں کر سکتا۔ اور پھر مطمئنہ سے آگے فضل کبیر کا گروہ انبیاء کا گروہ ہے۔ جو سب سے زیادہ نفس کی قربانی کے مظہر ہوتے ہیں۔ آیت نمبر ۳۴ قطعی طور پر ثابت کر رہی ہے کہ اگلی دنیا میں مرد اور عورت کی کوئی تخصیص نہیں ہو گی کیونکہ روح کی کوئی جنس تذکیر و تانیث نہیں ہوتی۔ آیت نمبر ۳۶ میں المقامۃ سے مراد ہے کہ وہ دار الامان میں رکھے جائیں گے، وہاں انہیں اپنی عبادات میں کوئی محنت اور مشقت نہیں کرنی پڑے گی کیونکہ اس دنیا میں بھی وہ عبادت سے لطف اندوز ہونے کے عادی تھے جس کا اشارہ فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ میں ہے۔ آیت ۳۷ کے بارہ میں حضور انور نے فرمایا کہ جہنم کے عذاب کا نقشہ بظاہر ظلم نظر آتا ہے لیکن دشمنان حق دنیا میں ایسا ہی کرتے تھے۔ نت نئی شرارتیں اور مکروں سے کام لیتے تھے۔ اگر لاکھ سال بھی زندہ رہتے تو یہی کرتے۔ اس لئے ان کی سزا کی نوعیت بھی ایسی ہی مقدر ہے۔ آیت نمبر ۴۲ میں کائنات کے نظام کی طرف اشارہ ہے کہ جَوّ میں لٹکے ہوئے اجرام فلکی حادثہ اور اتفاق نہیں ہیں بلکہ ان پر گہرے قوانین لاگو ہیں۔ یہ نپا تلا ہوا حساب کا اور کشش ثقل کا نظام ہے جو انہیں تھامے ہوئے ہے۔ اگر ان میں سے کوئی اپنے محور یا مقام سے ذرہ بھر بھی ٹل جائے تو وہ کبھی اپنی پوزیشن پر لوٹایا نہیں جا سکتا۔

بدھ، ۱۱؍ فروری ۱۹۹۸ء :

آج ترجمۃ القرآن کلاس نمبر ۲۲۸، سورۃ الفاطر کی آیت نمبر ۴۵ سے شروع ہوئی۔ حضور انور نے فرمایا کہ اس آیت میں تین باتیں مضمر ہیں۔ پہلے لوگوں کے انجام پر غور اور مشاہدہ کا مشورہ ہے۔ اور آثار قدیمہ کے علم کی باتیں معلوم کرنے کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ وہ پہلے زمانے کی اقوام بہت طاقتور تھیں جن کا ثبوت بھی آثار قدیمہ سے مل سکتا ہے۔ جو تھوڑے بہت آثار قدیمہ ملے ہیں ان کے سامنے لوگوں کے سر جھک گئے ہیں۔ مثلاً اہرام مصر اور بعینہ ایسے اہرام جنوبی امریکہ میں بھی ملتے ہیں۔ اور تیسری بات یہ ہے کہ آسمان و زمین میں اللہ کو کوئی عاجز نہیں کر سکتا۔ یہ آیات پیشگوئی کا رنگ رکھتی ہیں۔ حضور انور نے فرمایا کہ آیت نمبر ۴۶ کا مضمون بہت دلچسپ ہے یعنی اگر اللہ تعالیٰ انسانوں سے ان کے اعمال کا مؤاخذہ کرنے میں جلدی اور سختی کرتا تو کوئی دابہ باقی نہ چھوڑتا۔ حضور انور نے فرمایا کہ دابہ کیوں مارے جائیں دابہ میں کیڑے مکوڑے، حشرات وغیرہ شامل ہیں۔ حضور نے فرمایا یہ کیڑے جو گندگی کو کھا کر اسے کالعدم کر دیتے ہیں انسان کے خدمت گار ہیں۔ اس آیت میں انسان کی تخلیق اور اس کی خدمت پر مسخر خادموں کی تسخیر کا گہرا فلسفہ سمجھا دیا گیا ہے۔

سورۃ یاسین کی تلاوت فرمائی اور فرمایا کہ اس سے مراد، یاسیّد ہے۔ اغلال سے مراد دنیاوی رسم و رواج اور دنیا کے دھندے ہیں۔ آیت نمبر ۱۲ میں الذکر سے اچھی بات یاد کرالٰہی مراد ہے۔ آیت نمبر ۱۳ میں آثار قدیمہ کے محققین کے لئے خوشخبری ہے۔ حضور انور نے فرمایا کہ ابھی تک شاہراہوں پر تحقیق نہیں ہوئی اور نہ ہی ان علاقوں کی کھدائی ہوئی ہے۔ حضور انور نے فرمایا کہ احمدی نوجوانوں کو قرآن کریم کی اس ہدایت کے مطابق توجہ کرنی چاہئے۔ حضور نے آیات نمبر ۱۴ تا ۲۰ کی تفصیلی تفسیر سے نوازا۔

جمعرات، ۱۲؍ فروری ۱۹۹۸ء :

آج ہومیو پیتھی کلاس نمبر ۱۰۰ نشر مکرر کے طور پر براڈکاسٹ کی گئی۔ بہت سی دوائیں اور بہت سے امراض زیر بحث آئے۔

جمعۃ المبارک، ۱۳؍ فروری ۱۹۹۸ء :

آج حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ فرنچ بولنے والے زائرین کے سوال و جواب کا دن تھا۔ اور یہ پروگرام آج ہی صبح لندن سٹوڈیو میں ریکارڈ کیا گیا۔ مختصر کارروائی ہدیہ قارئین ہے:

☆...... حضور کی نظم "گلشن میں پھول باغوں میں پھل آپ کے لئے" میں "آپ کے لئے" سے کون مراد ہیں؟۔ حضور انور نے فرمایا کہ اس نظم کے ساتھ ایک نوٹ بھی ہے جو آپ نے نہیں پڑھا۔ اس حصے کی بنا خواب پر ہے جس میں "آپ کے لئے" دہرایا گیا ہے۔ یہ نظم اور خاص طور پر اس کا آخری حصہ آنحضرت ﷺ کے لئے ہے کیونکہ تمام کائنات کو آپ کے لئے پیدا کیا گیا۔ بیچ میں چند اشعار اور طرف بھی چلے گئے ہیں۔

☆...... دنیا میں Folk Songs اور Folk Dances ہوتے ہیں تو کیا مسلمان ہو جانے کے بعد ان کو چھوڑنا پڑے گا؟۔ حضور نے فرمایا: ضروری نہیں اور یہ اسلامی تعلیمات کے خلاف نہیں۔ آنحضرت ﷺ کے زمانے میں تلواروں اور لکڑی کے سونٹوں کے ساتھ کرتب کا مظاہرہ ہوا کرتا تھا۔ ہاں وہ گیت اور رقص جو شہوت کو ابھاریں منع ہیں۔ افغانستان میں مسلمان ڈانس کرتے ہیں جن پر کوئی اعتراض نہیں اٹھایا جا سکتا۔ اور احمدیوں میں افریقن احمدیوں کی مثال ہے۔ وہ تو لا الہ الا اللہ بھی بغیر ڈانس کے نہیں پڑھ سکتے اور وہ کسی صورت بھی باز نہیں رہ سکتے۔ میں نے خود دوروں کے دوران مشاہدہ کیا ہے سارے افریقہ کا یہی حال ہے۔

☆...... اسلام میں عورتوں کی الگ مجالس کے موضوع پر اسلامی دلائل کسی غیر احمدی کے سامنے پیش کئے گئے تو وہ مطمئن نہیں ہوئے۔ کیا حضور کچھ مزید سمجھا سکتے ہیں؟۔ حضور نے فرمایا کہ کئی دفعہ کئی مجالس میں روشنی ڈال چکا ہوں۔ Cassettes موجود ہیں۔ اگر کوئی ناپسند کرتا ہے تو یہ ان کی مرضی ہم کسی پر اپنی مرضی کو ٹھونس نہیں سکتے۔

☆...... عراق کی موجودہ صورت حال کے بارے میں حضور انور کا کیا تبصرہ ہے؟ حضور نے فرمایا یہ وقت کا ضیاع ہے۔ بہت سی اقوام امریکہ کے فیصلے کو condemn کر رہی ہیں۔ روس کے صدر یلسن کو اور راستہ اختیار کرنا چاہئے تھا۔ وہ امریکہ کو انتباہ کر سکتا تھا کہ تم عراق کے UNO کے ساتھ تعاون نہ کرنے کے نتیجے میں یہ سلوک کر رہے ہو لیکن اسرائیل کا رویہ اس سے کہیں زیادہ مجرمانہ ہے۔ اور اگر تم UNO کو چھوڑ کر عراق پر حملے کا فیصلہ کر سکتے ہو تو پھر میں بھی کر سکتا ہوں۔ اگر روس اس طرح سامنے آجاتا تو امریکہ کے لئے کوئی امکان باقی نہیں رہتا۔

☆...... ایک یہودی Rabbai کا مضمون اخبار میں دعا کے نہ سنے جانے کے بارے میں چھپا ہے۔ حضور انور نے فرمایا کہ قرآن مجید نے فرمایا ہے کہ میں آپ کی بات سنتا ہوں لیکن شرط یہ ہے کہ آپ میری بات کو سنیں اور میری تعلیم پر عمل پیرا ہوں۔ حضور انور نے فرمایا کہ کئی پارسا یہودیوں کو خدا تعالیٰ نے معجزانہ طور پر بچایا۔

☆...... کیا اسلامی معاشرہ میں تھیٹر اور سینما وغیرہ کی کوئی گنجائش ہے؟ حضور نے فرمایا کیا ربوہ میں آپ نے کوئی سینما یا پکچر ہاؤس دیکھا ہے؟

☆...... Dead Sea Scrolls کے بارے میں اور یہ کہ ان کا کیا پیغام ہے اور وہ کس طرح ہمارے علم میں اضافہ کرتے ہیں پر سوال کیا گیا۔ حضور نے وضاحت کے بعد یہ فرمایا کہ میں نے احمدی نوجوانوں کی ایک ٹیم مقرر کی ہے اور انہیں خود ہدایات دیتا ہوں اور پھر خود ان کے ساتھ بحث و مباحثہ کرتا ہوں۔ ان کی تحقیق کو سنتا ہوں اور میں نے کہا ہے کہ وہ احمدی View Point کو ریویو میں شائع کریں۔ تحقیق جاری ہے اور تکمیل کے بعد منظر عام پر ضرور لائی جائے گی۔

☆...... حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے تسبیحات گن گن کر نہ کیا کرو لیکن رکوع و سجود میں تین دفعہ ہم کرتے ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ کم از کم تین دفعہ ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ کے ایک صحابی حضرت مولوی شیر علی صاحبؓ جن کا قرآن مجید کا ترجمہ بے مثال مانا گیا ہے آپ بعض دفعہ میرے ساتھ مسجد میں کھڑے ہوتے تھے اور ایک ہی رکعت میں آدھ گھنٹہ سے زیادہ سورۃ الفاتحہ ہی پڑھتے رہتے تھے۔ اس لئے کوئی حد اور مجبوری نہیں۔ آپ جتنی بار پڑھنا چاہیں پڑھیں کیونکہ میں اپنی نمازوں میں ایسا ہی کرتا ہوں۔ **(امتہ المجید چوہدری)**

چاہئے تجھ کو مٹانا قلب سے نقش دوئی — سر جھکا بس مالک ارض و سما کے سامنے
چاہئے نفرت بدی سے اور نیکی سے پیار — ایک دن جانا ہے تجھ کو بھی خدا کے سامنے
راستی کے سامنے کب جھوٹ پھلتا ہے بھلا
قدر کیا پتھر کی لعل بے بہا کے سامنے (درثمین)

موجودہ دور میں

حقوق انسانی کا مسئلہ

اور مسلمانوں کا دینی فریضہ

(پروفیسر سعود احمد خان - ربوہ)

حقوق انسانی اور دور جدید

یورپ میں Human rights یا حقوق انسانی کے شعور کی ابتداء پندرھویں صدی عیسوی میں شروع ہوئی جب وہاں Renaissance یعنی احیاء علوم اور اس کے نتیجہ میں Humanism احترام انسانیت کی تحریکات شروع ہوئیں۔ اس صدی کے پہلے ہی ربع میں مغربی یورپ کے تاجروں اور ملاحوں نے بحر اٹلانٹک کے جنوب میں سونے کی تلاش میں افریقہ کے مغربی ساحل پر جہازرانی شروع کی۔ اس طرح مغربی افریقہ کا سونا بھی ملا اور افریقہ کے انتہائی جنوب کے گرد جہاز چلا کر ہندوستان کا بحری راستہ دریافت کیا تو بحر اٹلانٹک کے مغرب میں اس عظیم سمندر کو پار کر کے نئی زمین بھی دریافت کرلی جس کو اس جہازران کے نام Amerigo پر امریکہ کا نام دیا گیا جس نے سولہویں صدی کے ابتداء میں کئی بار سفر کر کے اس طرف پہلے جہازران کولمبس کی اس غلطی کی اصلاح کی کہ دنیا گول سہی پھر بھی جو علاقے دریافت ہوئے وہ ہندوستان یا مشرقی ایشیا کا کوئی خطہ نہیں اس لئے اس کو Indies اور وہاں کے لوگوں کو انڈین کہنا صحیح نہیں۔ لوگوں نے حقیقت کو مان لیا مگر غلطی عرف عام ہو گئی تھی بس انڈین کے ساتھ ریڈ (Red) کا لفظ لگا کر یا ویسٹ انڈیز کہہ کر امتیاز پیدا کر دیا۔ یہ دریافتیں اپنی جگہ عظیم تھیں جو انسان کی ہمت اور حوصلہ کو ثابت کر رہی تھیں۔ علمی اور دماغی صلاحیت کو بھی چار چاند لگے اور مغربی یورپ کا انسان توہماتی دنیا سے نکل کر علمی دنیا میں داخل ہو گیا ورنہ اس سے قبل وہ اٹلانٹک کو Green Sea of Death یعنی موت کا ہرا سمندر سمجھتا تھا جس میں ایسی ایسی آبی بلائیں رہتی تھیں جو بڑی سے بڑی کشتی کو الٹ دیں۔ پھر افریقہ کا سمندر میں کوئی اختتام ہی نہ سمجھا جاتا تھا یعنی وہ ایک جگہ آخر مشرق میں مڑ کر ان کے خیال میں ایشیا کے ساتھ مل جاتا تھا۔ اس طرح بحر ہند جس کا ذکر مارکوپولو کے سفروں کے ذریعہ سن چکے تھے ان کے ذہن میں ایک جھیل بنا ہوا تھا۔ افریقہ کو آدم خور لوگوں کی زمین سمجھا جاتا تھا اور اس کے جنگلات بھی خوفناک درندوں کے مسکن تھے۔ افریقہ کو اس قدر گرم خطہ سمجھتے تھے کہ جو بھی صاف رنگ کا انسان وہاں چلا جائے تو ان کے ذہن کے مطابق سورج کی تپش ان کو جلا کر وہاں کے باشندوں کی طرح سیاہ فام بنا دے گی۔ اب مغربی یورپ کے لوگ ان تمام توہمات سے آزاد ہو گئے اور انہوں نے قدرتی حادثات یا خطرات سے ڈرنا چھوڑ دیا۔ اور اپنی ذات پر بھروسہ کرنا سیکھ لیا۔ ادھر Renais-sance، احیائے علوم کی تحریک کے نتیجے میں بھی ذہنوں میں جلا پیدا ہو رہی تھی اور چرچ سے متعلق سوالات ذہنوں میں ابھر رہے تھے جن کے جواب پادریوں کے پاس نہ تھے۔ وہاں بھی اصلاحات کی تحریک Reformation شروع ہوئی۔ یہ تحریک کس حد تک صحیح تھی یا غلط اور اس نے کتنی کامیابی حاصل کی اس سے قطع نظر کرتے ہوئے اتنا ضرور ہوا کہ آخر خود چرچ کے نظام کا خوف عوام پر سے جاتا رہا۔ چرچ کے تفوق کی جگہ بادشاہوں کی قومی حکومت نے لے لی جن کو اب چرچ کی حمایت سے زیادہ اپنی رعایا کی حمایت کی ضرورت تھی گویا اب انسان کی اہمیت بڑھ رہی تھی چنانچہ ہیومین ازم کے تحت اس کی اہمیت ہی اس کا ایک حق تسلیم کر لیا گیا۔

جیسے پہلے تحریر کیا گیا نئے بحری راستوں یا نئی دنیا کی دریافت ہوئی ان کی وجہ سے تجارت میں وسعت پیدا ہوئی۔ دوسرے ملکوں کا خام مال مغربی یورپ پہنچنے لگا تو اس خام مال کو جلد اشیائے صرف میں تبدیل کرنے کے لئے نئی مشینیں ایجاد ہوئیں اور یورپ میں ایک صنعتی انقلاب آگیا۔ اب مزدور کی اہمیت بڑھ گئی۔ سرمایہ دار کے پاس اس کی دولت تھی تو مزدور کے ساتھ اس کی محنت۔ مزدور کے پاس محنت تو زراعتی زمین پر بھی تھی لیکن وہاں Feudalism یعنی نوابیت کے تحت وہ serf یعنی غلاموں کی طرح پشت در پشت ایک لینڈ لارڈ نواب کی زمین پر کام کرنے پر مجبور تھے۔ کارخانہ دار نواب تھا اور یہ دیہات سے بھاگا ہوا مزدور سرف (serf) تھا۔ وہ آزاد محنت کش تھا۔ اس نے کارخانوں میں کام کرنے کے لئے سرمایہ دار سے سودابازی کی اور اپنی قیمت بڑھانے کے لئے اپنی ٹریڈ یونین بنانی شروع کیں۔ اور ساتھ پارلیمنٹ میں اپنا ووٹ کا حق مانگا۔ آخر ۱۸۶۷ء میں پہلی بار کسی نہ کسی صورت میں مزدور کہلانے والا انسان بھی اب ووٹ کی طاقت کا مالک بنا۔ ساتھ ہی ارباب سیاست کو احساس بھی ہوا کہ عوام میں صحیح سیاسی شعور پیدا ہو۔ چنانچہ ۱۸۷۰ء میں پارلیمنٹ کا پہلا تعلیمی بل پیش کرتے ہوئے برطانیہ کے وزیر تعلیم نے یہ تاریخی فقرہ بولا "Let us educate our masters" کہ اب وقت آگیا ہے کہ ہم اپنے مالکوں کو زیور تعلیم سے آراستہ کریں۔ یعنی عوام اب محض مالک کی رعایا یا شہری ہی نہ تھے بلکہ اصل حکمران وہی تھے۔ مغرب نے یہ سارا سفر دو اصولوں کے تحت طے کیا ایک کائنات کو سمجھنے کی جستجو اور دوسرا زندگی میں احساس ذمہ داری۔

اسلام اور شرف انسانیت

اگر اسلام کا بنظر غائر مطالعہ کیا جائے تو یہ دونوں اصول اسلام کی ترقی میں بھی نہ صرف کارفرما دکھائی دیتے ہیں (جو یورپ کی ترقی سے بھی سات سو سال قبل کا تاریخی کارنامہ ہے) بلکہ ان کو تمام کائنات کے تناظر میں استعمال کرنے کے ڈھنگ اسلام ہی نے ساری دنیا کو سکھایا۔ کیونکہ انہی اصولوں سے تو انسان کو باقی تمام مخلوقات پر برتری حاصل ہے۔ فرمایا: "اللہ وہی ہے جس نے سمندر کو تمہاری خدمت پہ لگایا ہوا ہے تاکہ اس کے حکم سے اس میں کشتیاں چلیں تاکہ تم (ان کے ذریعہ) اس کے فضل کو تلاش کرو اور تاکہ تم شکر کرو"۔ (الجاثیہ : ۱۳) گویا یہ زندگی طوفانی حادثات کا نام ہے تم ان پر قابو پاؤ کیونکہ جس نے تم کو پیدا کیا اس نے ان کو تمہاری بھلائی کے لئے پیدا کیا۔ تم اس کا شکریہ ادا کرتے ہوئے آگے بڑھتے چلے جاؤ کیونکہ یہ سمندر تو اس کی کائنات کا ایک حصہ ہیں جبکہ "وَ سَخَّرَ لَكُم ما فی السَّمٰوٰتِ وَمَافی الارض جمیعاً منهُ انّ فی ذٰلكَ لاٰيٰتٍ لقومٍ يّتفكّرُون" (الجاثیہ : ۱۴)

اور اس نے سب کچھ جو آسمانوں اور زمین میں ہے تمہاری خدمت پہ لگایا ہوا ہے اور اس میں فکر کرنے والی قوم کے لئے بہت سی نشانیاں ہیں۔

اگر دیکھا جائے تو واقعی کائنات کی تمام چیزیں ایک خاص تنظیم کے ساتھ قانون قدرت کے تحت آپس میں تعاون کرتے ہوئے اپنے اپنے فرائض ادا کر رہی ہیں۔ تو اگر انسان بھی آپس میں تعاون کریں اور اپنے فرائض ادا کریں تو کیوں نہ امن وامان کے ساتھ سب کو خوشحالی نصیب ہو۔ اسی لئے ہمارے سید و مولا حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ نے فرمایا: كلكُم راعٍ وَ كلكُم مسئُول عن رعيته (بخاری) یعنی تم میں ہر ایک دوسرے کا نگران (اس کے حقوق کا محافظ) ہے اور وہ اپنی اس ذمہ داری کے بارہ میں جوابدہ ہوگا۔ قرآن مجید کی اور نبی اکرم ﷺ کی اس تعلیم کی رو سے انسان اس کا اہل ہے کہ وہ زمین و آسمان میں جستجو کرے اور جتنا اس کا حق ہے اس سے زیادہ نہ لے تاکہ دوسرے کا حق نہ مارا جائے۔ انسان کی معاشرتی زندگی کا یہ پہلا سبق ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آدم کو فرمایا: "انّ لَكَ الّاَ تَجُوعَ فِيهَا وَلا تَعرٰى وانّكَ لاَتَظمَؤُ فِيهَا وَ لاَتضحٰى" (طٰہٰ: ۱۱۹، ۱۲۰)۔ یعنی یہ تیرا حق ہے کہ تو اس میں بھوکا نہ رہے اور نہ ننگا رہے اور یہ کہ تو اس میں نہ پیاسا رہے اور نہ تو دھوپ کی تپش میں جلے۔ گویا یہ تینوں حقوق (روٹی، کپڑا، مکان) اس کے متعین ہو گئے۔ لیکن یہ تو اس کی چند مادی ضروریات ہوئیں جبکہ ان کے علاوہ اور بھی مادی ضروریات ہیں اور مزید یہ کہ ان سے بعض صورتوں میں زیادہ اہم ایسی ضروریات ہیں جن کا تعلق اس کے علاوہ دل ودماغ اور نفسیات سے ہے۔ دراصل خدا نے ان کو بھی نہیں چھوڑا۔ پس جب بھوک کا ذکر ہوا تو تمام جائز ضرورتوں کا ذکر اس میں آ گیا اور جب پیاس بجھنے کی بات ہوئی تو علم کی پیاس بھی بجھنی چاہئے اور ننگ کے ڈھکنے سے معنوی مراد عزت وناموس کی حفاظت بھی ہے اور تپش میں جلنے سے حفاظت ذہنی سکون کی طرف اشارہ ہے گویا ضمیر کی آزادی بھی اس کا حق ہو گیا۔ جب ان حقوق میں خلل پڑتا ہے تو نہ صرف انسان کو انفرادی نقصان ہوتا ہے بلکہ دنیا میں فساد برپا ہو جاتا ہے اور ظالم انسان تو اللہ تعالیٰ سے بھی دور ہو جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انبیاء کی آواز پر بھی ہمیشہ نادار اور مفلس مگر امن پسند لوگوں نے اپنے لئے ایک پیغام خوشحالی پایا۔ اور شروع شروع میں انہی لوگوں کی اکثریت ان کے گرد جمع ہوئی۔ اور مخالفین نے جو اللہ تعالیٰ کو نہیں بلکہ اپنے آپ کو زمین پر ارباب من دون اللہ بنائے بیٹھے تھے ان پر عرصہ حیات تنگ کر دیا۔ خود ہمارے آقا رسول مقبول محمد مصطفیٰ ﷺ کو مکہ میں جو آپ کا آبائی وطن، جائے پیدائش تھا اپنے حقوق سے محروم کر دیا گیا تھا۔ معیشت بھی تنگ تھی اور اپنی مرضی سے خدائے ذوالجلال کی عبادت کا حق بھی آپ کو اور آپ کے ماننے والوں کو حاصل نہ تھا۔ اسی لئے آپ کو مسلمانوں کے ساتھ مدینہ کی طرف ہجرت کرنا پڑی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے مدینہ کے عرب قبائل اوس اور خزرج نے رسول اکرم ﷺ کو قبول کیا اور وہاں کی اکثریت آپ پر ایمان لے آئی۔ کچھ مشرکین ایمان سے محروم بھی رہے لیکن معیشت اور کاروبار زندگی میں وہ مسلمانوں کے ساتھ ہی تھے۔ کچھ غیر عرب غیر مسلم بھی تھے جن میں یہودی نمایاں تھے۔ آنحضرت ﷺ نے سب کو ملا کر مدینے میں ایسی حکومت قائم فرمائی جس کی بنیاد معاہدات پر تھی۔ یعنی ہر ایک گروہ معاہدات کا پابند تھا۔ اس کے حقوق متعین تھے جن کا حقدار وہ اپنے مفوضہ فرائض کی ادائیگی پر ہی بن سکتا تھا۔ گویا حکومت میں خواص و عوام کی شرکت صرف عہدو پیمان کی بنیاد پر قائم فرمائی۔ کسی کو حکومت میں نہ نسبی نہ قبائلی، نہ معاشرتی، نہ اقتصادی، کسی قسم کی فوقیت حاصل نہ تھی۔ سب برابر کے حصہ دار تھے۔

میثاق مؤاخات اور میثاق مدینہ

اس معاہدہ کے دو پہلو تھے۔ ایک یہ کہ مختلف قبائل سے تعلق رکھنے والے مسلمانوں میں سیاسی وحدت کا معاہدہ اور دوسرا یہ کہ مدینہ میں بسنے والے مسلمان اور غیر مسلموں کے درمیان سیاسی یکجہتی کا معاہدہ۔ مکہ اور دوسری جگہوں سے آئے ہوئے مسلمان مہاجر کہلاتے اور مدینہ کے مقامی باشندے انصار تھے۔ ان دونوں میں آپؐ نے معاہدہ قائم فرمایا اس کو میثاقِ مؤاخات کہتے ہیں یعنی بھائی چارہ کا عہدو پیمان۔ اس کی رو سے مدینہ کے انصار پابند تھے کہ وہ مہاجر مسلمانوں کے مدینہ میں آباد ہونے میں ان کی مدد کریں۔ دونوں گروہوں میں عدل وانصاف کا ایک نظام ہو جس کے سربراہ نبی اکرم ﷺ ہوں۔ بعض صورتوں میں ایسے معاہدات کے نفاذ کے وقت معاہد گروہوں کے سربراہان کے اکابر ذاتی مفاد کو حاصل کرنے کے لئے عوام کو نظر انداز کر دیا کرتے ہیں لیکن ہمارے رسول اکرم ﷺ کے نزدیک انسانی حقوق سے مراد افراد یعنی عامة الناس کے حقوق کو محفوظ کرنا تھا تاکہ کوئی کمزور اور بے سہارا نہ رہے اور کوئی طاقتور اپنی طاقت سے ناجائز فائدہ نہ اٹھائے۔ اس کا سدباب رسول اکرم ﷺ نے اس طرح فرمایا کہ ہر ایک مہاجر کا انصار میں ایک بھائی مقرر فرما دیا جو اس کی بحالی کا ذمہ دار تھا۔ گویا چودہ سو برس پہلے ہمارے آقا ﷺ نے نظریہ ریاست کو انسانی حقوق کے اس نقطہ پر پہنچا دیا جس کے مطابق آج یہ کہا جاتا ہے کہ ریاست فرد کے تحفظ کے لئے ہونی چاہئے۔ اس لئے اس معاہدہ کا نام مؤاخات رکھا گیا۔ گویا انتخاب کے بغیر آپ نے عوام کو جمہوریت سے محفوظ کر دیا۔

دوسرے پہلو کے لحاظ سے مدینہ کی تمام غیر مسلم آبادی کو ساتھ ملا کر اس شہری ریاست میں برابری کی بنیاد پر وحدت قائم کی کہ دونوں طرف سے معاہدہ میں تحریری طور پر یہ اقرار کیا گیا کہ وہ وفاداری کے ساتھ جنگ کے وقت ایک دوسرے کی مدد کریں گے اور مصارف میں شامل ہونگے کیونکہ باہر سے حملہ آوروں کو جب تک اندر سے غدار نہ ملیں وہ سب باشندوں کے خلاف غارت گری مچاتے ہیں اور معاہدہ اسی سدباب کے لئے کیا گیا تھا کہ کافروں کو اندر سے غدار میسر نہ آسکیں جبکہ غیر مسلموں میں نہ صرف عقیدے سے اختلاف رکھنے والے شامل تھے بلکہ نسلی اور تمدنی اختلاف والے غیر عرب عناصر تھے جن میں خاص طور پر یہودی نمایاں تھے۔ معاہدہ نے اب سب کو ایک کر دیا کیونکہ یہودیوں کو کہا کہ اب مسلمانوں کے ساتھ وہ سیاسی طور پر "امة معهم" ہونگے۔ اسی لئے دونوں ایک دوسرے کے دوست ہیں اور معاہد قبیلوں کے ساتھ بھی ایسا ہی سلوک کریں گے۔ (قاضی محمد سلیمان منصور پوری : رحمة للعالمین جلد اول صفحہ ۱۲۹)

ان تمام معاہدات میں آخری فیصلے کا حق حضرت اقدس محمد رسول اللہ ﷺ کو حاصل تھا کیونکہ مدینہ کی اکثریت کا یہی فیصلہ تھا اور انہوں نے آپ کا یہ حق اسلئے تسلیم کیا کہ وہ یہ ایمان رکھتے تھے کہ آپ وحی کے مطابق فیصلہ فرمائیں گے جو رب العالمین، اللہ نے نازل فرمائی اور وہ اپنے تمام بندوں پر رحمان ورحیم وودود ذات ہے۔ یہودی اپنے پرسنل لاء میں آزاد تھے، ان کے آپس کے معاملات توریت کے مطابق طے پاتے۔ ہاں جب اطلاق ہوتا ہوتا تو بعض اوقات آپ قرآن مجید کے نازل

ہونے سے قبل توریت کی شریعت پر ہی عمل فرمالیا کرتے کہ قرآن سے پہلے وہ شریعت تھی۔ اور اس کے غیر محرف حالت میں اس کا کتاب الٰہی ہونے پر مسلمانوں کا بھی ایمان تھا البتہ قرآن مجید کے احکام نے اس کے بعض احکام کو منسوخ کیا ہے۔ افسوس کہ یہودی اس معاہدے پر کاربند نہ رہے حالانکہ ہمارے سید و مولا ﷺ نے تو ان کو مسلمانوں کے ساتھ ایک سیاسی قوم ہونے کی پیشکش کردی تھی۔ اور دنیا کی تاریخ شاہد ہے کہ یہ پہلی مثال تھی کہ مختلف مذاہب کے ساتھ برابری کی بنیاد پر ایک سیاسی قومیت قائم ہو۔ اور یہودیوں کے تین قبیلوں میں جو بھی قبیلہ بدعہدی کا مرتکب ہوتا صرف اسی کو سزا دی جاتی۔ اور اس طرح اگرچہ رفتہ رفتہ تینوں ہی مدینہ سے باہر چلے گئے لیکن اس سے یہ ثابت ہوگیا کہ اگر غیر مسلم، مسلمانوں کے ساتھ حق و انصاف کا سلوک کریں اور غداری اور بدعہدی نہ کریں تو خواہ ان کی اکثریت ہو یا مسلمانوں کی دونوں کی مشترکہ سیاسی قومیت ہو سکتی ہے۔ بہرحال غداری اور بدعہدی کسی بھی معاشرے میں خواہ قدیم ہو یا جدید، نہ آج جبکہ حقوق انسانی ایک بین الاقوامی مسئلہ بنا ہوا ہے، بطور انسانی حق تسلیم ہوئی اور نہ ہونا چاہئے۔ اسلام نے اقلیت میں ہوتے ہوئے بھی نہ صرف بدعہدی یا غداری کو تسلیم نہیں کیا بلکہ قانون شکنی کی مسلمانوں کو اجازت نہیں دی۔ اگر زندگی اجیرن ہو جائے تو ہجرت کرنے کو کہا گیا اور یہ انسانی حق ہے کیونکہ زمین کی اصل ملکیت تو اللہ تعالیٰ کی ہے اس لئے اس میں کوئی مزاحمت نہیں کر سکتا۔ اور تمام مہذب معاشرے ایسے ستم رسیدہ لوگوں کی ہجرت کو قبول کرتے رہے ہیں اور اب بھی کرتے ہیں۔

حقوق انسانی کا منصفانہ قیام انبیاء کے ذریعہ ہوتا ہے

حضرت اقدس محمد رسول اللہ ﷺ وحدت انسانی کو توحید الٰہی کے عقیدے کا لازمی جزو سمجھتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کا تخلیق انسانی کے الٰہی منصوبہ کا نقطہ کمال یہی تھا کہ ایک خدا اور اس کا اپنے بندوں سے زندہ تعلق کا عقیدہ دنیا میں پھلے پھولے۔ ابتداء میں ہر علاقہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے پیغمبر آتے رہے کیونکہ جغرافیائی طور پر وہ اس قدر ایک دوسرے سے جدا تھے کہ ان کا ایک ہونا ناممکن تھا۔ لیکن جوں جوں دنیا میں رسل و رسائل اور آمد و رفت کے ذرائع ترقی کر رہے تھے اور انسانی علم کی سطح بھی بلند ہو رہی تھی اور وہ ایک دوسرے کے ساتھ بین الاقوامی سطح پر تعلقات بڑھا رہے تھے تو قبل اس کے کہ ان تعلقات میں پیچیدگیاں پیدا ہوں اللہ تعالیٰ نے ان سب کی ہدایت کے لئے حضرت اقدس محمد رسول اللہ ﷺ کو مبعوث فرما کر یہ اعلان کرلیا ﴿قُل یاایُّھا النّاسُ انّی رسُو ل اللّٰہِ الیکُم جَمیعًا﴾ (سورۃ الاعراف: ۱۵۹)۔ یعنی اعلان کردو کہ اے لوگو! میں اللہ کا رسول تم سب کے لئے ہوں۔ یہ اعلان وہی کر سکتا تھا جو

Watch Huzur everyday on Intelsat
Get Connected !!
Zee-TV & ASIANET,
DOORDARSHAN, SONY T.V.
SUNRISE RADIO & BBC
C&KU BAND LNB
Rec.Decorder & Dish, Zee Cards & Dec.
Alpha Telecom's Pre-paid phone cards availble
Just Call !
Authorized Zee Tv (Agent)
Saeed A.Khan
Tel: 00-49 -8257 1694
Fax: 00-49 -8257 92882 (Germany)

اس حقیقت سے دنیا کو روشناس کرائے کہ کلام الٰہی سے مستفیذ ہونے کا حق نہ کسی ایک خاندان کا ہے یا کسی خاص ملک یا قوم کا بلکہ جس طرح اللہ تعالیٰ کا سورج سب پر چمکتا ہے اور سارے جگ کو منور کرتا ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ کا کلام ہر زمانہ میں اور ہر ملک و قوم کو اندھیروں سے نکالتا رہا ہے۔ فرمایا: ﴿ولکُلِّ اُمّۃٍ رسول فَاِذا جَاءَ رسولھُم قُضیَ بَینَھُم بالقِسط وھُم لا یظلمون﴾ (سورۃ یونس: ۴۸) اور ہر قوم کے لئے ایک رسول ہے اور جب بھی کوئی رسول کسی قوم کے پاس آیا تو اس نے ان کے درمیان انصاف قائم کیا اور ان پر کوئی ظلم نہ کیا گیا۔ ظلم اس لئے نہیں ہوا کہ غلط راستہ تو انہوں نے خود اختیار کر رکھا تھا جو تباہی کی طرف لے جا رہا تھا اللہ تعالیٰ کے نبی ان کو آگاہ کرنے آتے رہے جو ان کو سیدھا اور صحیح راستہ دکھاتے تھے۔ وہ لوگ غلط راستہ بھی اختیار کرتے ہیں اور اس پر طرہ یہ کہ کمزوروں کو حقوق سے بھی محروم کرتے ہیں۔ اس لئے فرمایا کہ اصل حقوق اللہ تعالیٰ کا نبی قائم کرتا ہے اور اس طرح انصاف کی عملداری قائم کرتا ہے۔ پس جب لوگ اپنی غلط کاریوں کی وجہ سے اپنے بُرے انجام کو پہنچتے ہیں تو پھر ان پر ظلم کیسا۔ اس لئے ایک اور جگہ نبیوں کو خوشخبری دینے والا اور بد انجام سے خبردار کرنے والا بتایا۔ فرمایا: ﴿کا ن الناس امة واحدة فبعث الله النبيين مبشرين و منذرين و انزل معهم الكتاب بالحق ليحكم بين الناس فيما اختلفوا فيه و ما اختلف فيه الا الذين اوتوه من بعد ما جاء تهم البينٰت بغياً بينهم﴾ (البقرہ: ۲۱۴)۔ سب لوگ (نبی کے آنے سے پہلے) ایک امت تھے۔ اللہ نے انبیاء بھیجے جو خوشخبری دینے والے بھی تھے اور خبردار کرنے والے بھی۔ ان انبیاء کے ذریعہ اللہ نے کتاب (یعنی تعلیم) حق کے ساتھ نازل فرمائی تاکہ وہ لوگوں کے درمیان اس بات میں جس پر وہ اختلاف کر رہے ہیں فیصلہ کر دے۔ اور اختلاف نہیں کرتے مگر وہ لوگ جو کھلی کھلی نشانیوں کے آنے کے بعد آپس میں سرکشی کی وجہ سے فساد مچاتے ہیں۔

معلوم ہوا کہ نبی لوگوں کو پھاڑنے نہیں آتا، پھٹے ہوئے وہ پہلے ہوتے ہیں کیونکہ پہلے جو ان کو تعلیم دی گئی تھی اس نے بھی ان کو ایک کیا تھا۔ کھلی کھلی اللہ کی نشانیاں ان کے پاس تھیں لیکن انہوں نے ان سے روگردانی کر کے بغاوت کا راستہ اختیار کیا جو تباہی کی طرف لے جانے والا تھا۔ تو وہ لوگ بظاہر ایک قوم سمجھے جاتے تھے مگر ایک نہیں رہے تھے بلکہ ایک دوسرے کا حق مار رہے تھے اور فساد مچایا ہوا تھا۔ اب نبی آیا تو مظلوموں کو مژدہ ہو کہ ان کا حق دلوائے گا اور ظالموں کو تنبیہ کرے گا کہ باز آجاؤ ورنہ تمہارا انجام برا ہوگا۔

الگ الگ قوموں میں اختلاف کے وقت الگ الگ نبیوں کا آنا ایک لازمی بات تھی لیکن جب دنیا سمٹ جائے تو پھر ان کا اختلاف کرنا اور لڑنا بھی ایک لازمی بات ہے۔ کون اپنی چیز کو بُرا کہتا ہے۔ ہاں اگر اللہ سب کے لئے ہدایت بھیج دے تو پھر سب ایک ہو سکتے ہیں کیونکہ پہلے بھی تو ہدایت ایک قوم کے بٹے ہوئے لوگوں کو پھر ایک کر دیتی تھی تو اب تو ساری دنیا کو ایک کرنا بدرجہ اولیٰ ضروری ہوا۔ یہ کام گو پہلے سے بھی مشکل ہے لیکن واحد و یگانہ ذات کرے تو ممکن ہے۔ اس لئے فرمایا ہاں یہ کام رب العالمین ہی کر سکتا ہے۔ اب فرداً فرداً قوموں میں رحمت کا انتظام کرنے کی بجائے سب کو ایک کرنے کے لئے اس نبی محمد مصطفیٰ ﷺ کو بھیجا ہے۔ فرمایا ﴿وَ مَا ارسلنٰكَ اِلَّا رَحمةً لِلعالَمین﴾ (الانبیاء: ۱۰۸) ہم نے تجھ کو سب جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ اللہ تعالیٰ کو اپنے بندوں کے حقوق کا کتنا خیال ہے کہ پہلے اپنے اپنے علاقوں میں لڑتے تھے تو ہر علاقہ میں انبیاء کے ذریعہ ان کا اتحاد قائم فرماتا رہا۔ اب دنیا سکڑنے والی تھی پھر لڑنے کا اندیشہ تھا تو سب کو ایک کرنے کا منصوبہ بنادیا۔

جب حضرت اقدس محمد رسول اللہ ﷺ عرب میں اپنے پیغام کی تبلیغ پہنچا چکے تو آپ نے بیرون عرب ہمسایہ ملکوں کے بادشاہوں کو تبلیغی خطوط ارسال فرمائے۔ یہ تاریخ کا المیہ ہے کہ بعض نے ان خطوط کے موصول ہونے پر خاموشی اختیار کی لیکن بعض نے عرب پر چڑھائی کر ڈالی جس کے نتیجہ میں جنگیں ہوئیں اور اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح مند بنایا۔ لیکن اس میں کوئی شک نہیں کہ ان خطوط میں ملک گیری کی سکیم نہ تھی۔ یہی وجہ ہے کہ جن علاقوں کے رئیسوں یا بادشاہوں نے خط ملنے پر لبیک کہا آپ نے ان کی حکومت ان سے نہیں چھینی ہاں آپ نے ان سے یہ ضرور مطالبہ کیا کہ اب وہ اپنے ملک سے غریب اور امیر کے فرق کو مٹانے کیلئے زکوۃ کا نظام قائم کریں۔ یعنی اب ملک کے ٹیکس یا ملکی خزانہ شاہی جزدانہ نہ ہو بلکہ یہ عوام کا پیسہ حکومت یا انتظامیہ کے پاس بطور امانت کے ہو تاکہ فلاح عامہ پر خرچ کیا جائے۔ حبشہ کے بادشاہ نے اسلام کو قبول کیا لیکن وہاں کے عوام نے اسلام قبول نہ کیا۔ آپ نے بادشاہ کو کچھ نہ فرمایا کہ وہ زبردستی لوگوں کو مسلمان بنائے یا ان پر زکوۃ کا نظام نافذ کرے۔ اس کی وفات کے بعد ملکی دستور کے مطابق پھر کوئی اور اس کے خاندان کا فرد شاہی تخت پر بٹھایا گیا۔ آپ نے فوج کشی نہ فرمائی بلکہ لوگوں کا حق ان کے پاس رہنے دیا کہ جس کو چاہیں اپنا بادشاہ بنالیں۔

افسوس آج بھی جمہوریت کے دور میں بعض بیرونی بڑی طاقتیں چھوٹے ملکوں کو یہ حق نہیں دیتیں اور اپنے مفاد میں وہاں حکومتیں تبدیل کرا دیتی ہیں چاہے وہاں امن رہے یا نہ رہے۔ لیکن تاریخ شاہد ہے کہ چودہ سو سال گزرنے کے بعد حبشہ آج بھی ایک عیسائی ملک ہے۔ یہ قرآنی حکم ہے ﴿لا اِکراهَ فِی الدِّین﴾ (البقرہ: ۲۵۷) کہ دین میں کوئی جبر نہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے اس پر عمل فرمایا کہ دین افراد کا ذاتی معاملہ ہے اور حکومت بھی لوگوں کی مرضی کی ہونی چاہئے نہ کہ باہر سے ان پر ٹھونسی جائے۔

جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو کُل دنیا کے لئے ہادی بنایا اور تمام روئے زمین پر بسنے والوں کے لئے رہتی دنیا تک ہدایت عطا فرمائی تو آپؐ نے اپنی زندگی کے آخری حج کے خطبہ میں اپنی تعلیم کا اعادہ کرتے ہوئے یہ نہیں فرمایا کہ اے مسلمانو! اے مومنو! اے عربو! یا اے عرب کے باشندو! بلکہ آپ نے "یا ایھا الناس" کہہ کر خطاب فرمایا کہ اے انسانو!۔ باتیں وہی تھیں جو آپ مسلمانوں کو پہلے بھی بتاتے رہے اور خود عمل کر کے دکھا کر ان پر عمل کراتے رہے۔ اس میں شک نہیں کہ دس لاکھ سے اوپر کے مجمع میں اکثریت عربوں کی ہی تھی جو سب مسلمان تھے باقی جو بھی تھے وہ بھی مسلمان تھے لیکن سب کو "یاایھا الناس" کہہ کر بتادیا کہ یہ تعلیم تمہارے لئے ہی نہیں اس میں سب انسانوں کی بھلائی مضمر ہے۔ آپؐ نے فرمایا اے انسانو! اب تم سب ایک برابر کے درجہ کے انسان ہو۔ گویا کسی قوم کو کسی دوسری پر فضیلت نہیں رہی۔ عرب اور عجم سب برابر ہوگئے۔ کالے، گورے، زرد سب ایک ہوگئے۔ مرد، عورت کا فرق ختم فرمادیا۔ آقا و غلام کی تمیز اٹھادی۔ غلامی کی صرف ایک صورت جنگی قیدی کی شکل میں قائم رہی لیکن اپنی جنگوں کے زمانہ میں ان جنگی قیدیوں سے برابر کے انسانوں کا سلوک کر کے بتادیا کہ یہ اسیری ان کی اس جرم کی پاداش میں ہے کہ وہ مظلوموں پر اس وقت حملہ آور ہوئے کہ ان کو وطن سے بے وطن کیا اور جب ان کو پناہ میسر آئی تو اس کو بھی مٹانے کے درپے ہوئے۔ ان قیدیوں کی انسانیت اُن سے نہیں چھینی گئی۔ چنانچہ کچھ لوگ تاوان جنگ ادا کرتے ہوئے آزاد ہو جاتے۔ جو رہ جاتے مسلمان ان سے اپنوں جیسا سلوک کرتے۔ بعض نے مسلمان ہو جانے کے بعد یہ بیان دئے کہ ہمارا مالک خود بھوکا رہتا مگر ہم کو کھانے کو دیتا تھا۔

آپؐ نے مالی تمیز اس طرح ختم فرمائی کہ سُود اگرچہ حرام تھا لیکن بعض پرانے یعنی اسلام سے پہلے کے قرضوں پر سود لے رہے تھے یا غیر مسلموں سے سود لے رہے تھے آپؐ نے سب معاف فرمائے اور ساتھ یہ بھی اعلان فرمایا کہ میں اپنے چچا عباس کے سود کو منسوخ کرنے کا اعلان کرتا ہوں۔ حضرت عباسؓ آخری زمانہ میں ایمان لائے تھے اس سے پہلے وہ سودی کاروبار کرتے تھے، یہی ان کا روزگار تھا۔ آپ نے ان کے سود معاف فرما کر ابتداء اپنے خاندان سے کی۔ اب وہ اپنے غیر مسلم قرض خواہوں سے بھی سود نہ لے سکتے تھے۔

یہ بھی انسان کا حق ہے کہ اس کا حاکم اس کے اور اپنے خاندان میں فرق نہ کرے تاکہ قانون کی بالادستی رہے۔ سود قانوناً اسلام میں ناجائز اور حرام ہے۔ ہاں خون کے بدلہ میں خون جائز ہے۔ اگر فساد کم کرنا مقصود ہو اور امن اور اخوت اور معافی سے یا فدیہ سے تعلقات مستحکم ہو سکیں تو فدیہ جائز ہے۔ آپؐ نے اسلام سے پہلے کے تمام خون یا فدیہ کی رقوم معاف فرمادیں تاکہ خونی دشمنی کا خاتمہ ہو جائے۔ اور پھر یہاں حضرت عباسؓ کے معاملہ سے بڑھ کر اپنے خاندان کی قربانی پیش فرمائی۔ آپؐ کے چچازاد بھائی حارث کے خون کا بدلہ قبل از اسلام سے چلا آرہا تھا۔ آپؐ نے اس کی معافی کا اعلان فرمایا۔ یوں ایک طرف امن کی فضا قائم فرمائی جو انسان کا حق ہے اور دوسری طرف اپنے خاندان کو اس قربانی میں برابر کا شریک کر کے اس کی مثال اپنے گھر سے شروع فرمائی اور خاندانی امتیاز کا خاتمہ بھی کردیا کہ قانون کے سامنے سب برابر ہیں۔

آپؐ نے لوگوں سے پوچھا کہ یہ کون سا شہر ہے۔ انہوں نے کہا مکہ دارالامان حرم ہے یعنی یہاں لڑائی حرام ہے۔ آپؐ نے پوچھا کون سا دن ہے۔ انہوں نے کہا کہ حج کا دن یوم حرام یعنی کوئی لڑائی یہاں نہیں ہو سکتی۔ آپؐ نے پوچھا کون سا مہینہ ہے۔ انہوں نے کہا ذی الحجہ یعنی اس میں لڑائی حرام ہے۔ اس پر آپ نے فرمایا "آج تمہارے خون، تمہارے اموال اور تمہارے نفس یعنی عزتیں تم پر اسی طرح حرام ہیں جس طرح اس گھر کی حرمت اور اس دن کی حرمت اور اس مہینہ کی حرمت تمہارے پر فرض ہے۔ پھر آپؐ نے پوچھا اے لوگو! میں نے اپنا فرض پورا کردیا انہوں نے کہ ہاں۔ آپؐ نے فرمایا یہ میرا پیغام ہے ہر اس شخص پر فرض ہے کہ جو اس کو سنے وہ اس تک پہنچائے جس کو میری آواز نہیں پہنچ رہی۔ یعنی حاضر غائب تک پہنچائے۔ اور آج کی مسلم نسل کل کی نسل کو۔ رہتی دنیا تک ہر مسلمان غیر مسلموں کو پہنچاتا چلا جائے۔ لیکن اصل پہنچانا عمل کا پہنچانا ہے نہ کہ زبان کا۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ﴿کَبُرَ مقتاً عِندَاللّٰہ اَن تَقُولُوا مَا لاَ تَفعَلُون﴾ (الصف: ۵)۔ یعنی اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ بُری بات یہ ہے کہ تم وہ کچھ کہو جو تم کرتے نہیں۔

(باقی اگلے شمارہ میں)

☆......☆......☆

دو عدد Pizzaria برائے فروخت
خواہش منداحباب (جرمنی میں)
مندرجہ ذیل ٹیلیفون نمبرز پر رابطہ کریں
Tel: 02642-981541
Fax: 02642-981541
Tel: 02642-44423

خطبہ جمعہ

۹۷ء کی طرح ۹۸ء کا سال بھی ہمارا ہے، ہمارا رہے گا اور کوئی دنیا کی طاقت اس سال کو ہم سے چھین نہیں سکتی

جھوٹ کے خلاف جنگ ایک عظیم جہاد ہے

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز- فرمودہ ۹ر جنوری ۱۹۹۸ء بمطابق ۹ر صلح ۱۳۷۷ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله-

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم- بسم الله الرحمٰن الرحيم -

الحمدلله رب العٰلمين - الرحمٰن الرحيم - مٰلك يوم الدين - إياك نعبد و إياك نستعين -

اهدنا الصراط المستقيم - صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين-

واذا سألكَ عِبادِی عَنّی فَاِنّی قَرِیب اُجِیبُ دَعوَۃَ الدّاعِ اِذَا دَعَان

فَلیَستَجِیبُوا لِی وَلیُومِنُوا بِی لَعَلّھُم یَرشُدُون.(سورۃ البقرہ آیت ۱۸۷)

رمضان مبارک کے تعلق میں جو اس آیت کی میں تفسیر بیان کر رہا تھا اور احادیث نبوی کی روشنی میں رمضان کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلا رہا تھا یہ وہی آیت ہے جس کی اب پھر میں نے تلاوت کی ہے اور اس آیت واذا سَألكَ عِبادِی عَنّی فَاِنّی قَرِیب کا تعلق ہمارے مباہلے کے سال کے ساتھ بھی ہے اور آئندہ بھی یہ آیت جماعت احمدیہ کے حق میں ایک عظیم ستون کا کام دے گی جس کے سہارے جماعت احمدیہ ہر آفت سے بچے گی انشاء اللہ تعالیٰ۔ کیونکہ اس میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے قریب ہونے کا وعدہ ہے اور اپنے بندوں سے یہ توقع ہے فَلیَستَجِیبُوا لِی کہ وہ میری باتوں کا بھی جواب ہاں میں دیں اور جو میں ان سے توقع رکھتا ہوں اس کو پورا کریں یہ دو مشروط وعدے ہیں۔ پس اگر جماعت احمدیہ ہمیشہ اس بنیادی آیت کو اپنا اصول بنائے رکھے تو ناممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مدد ہم سے کبھی کسی پہلو سے بھی گریزاں ہو جائے۔ وہ ہمیشہ ہمارے ساتھ رہے گی انشاء اللہ اور اب خصوصیت سے اس رمضان میں اس کی ضرورت ہے۔

جو جمعہ آج طلوع ہوا ہے یہ ایک خاص اہمیت رکھتا ہے کیونکہ تمام دنیا کے مولویوں کو جو شرارت میں پیش پیش تھے اور ہیں۔ ان کو میں نے دس جنوری ۱۹۹۷ء یعنی پچھلے سال رمضان مبارک کے آغاز میں یہ چیلنج دیا تھا آج بھی دس رمضان مبارک ہے تو Friday the 10th بھی دونوں طرح سے پورا اتر رہا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی شان ہے اپنی طرف سے وہ ایسے انتظام فرماتا ہے کہ بعض خوشخبریوں کو اس طرح ترتیب دے دیتا ہے کہ صاف دکھائی دیتا ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ہے۔ پس دس جنوری کو جمعہ کے دن جو میں نے چیلنج دیا تھا آج دس رمضان مبارک میں وہ سال پورا ہو رہا ہے۔ اس سال میں کس حد تک ہمیں کامیابیاں نصیب ہوئی ہیں یہ ایک کھلی کھلی حقیقت ہے، کھلی کھلی کتاب ہے جسے دشمن بھی پڑھ سکتا ہے، پڑھ رہا ہے اور بے چین ہے اور خطرناک جوابی حملوں کی کارروائیاں شروع ہو چکی ہیں اور ان کی تفصیل میں سردست تو میں نہیں جاؤں گا لیکن میں اشارۃً آپ کو بتا دوں گا۔

سب سے پہلے میں اپنی عبارت آپ کے سامنے رکھتا ہوں تاکہ یہ علماء جو اس مباہلے کو غلط معنے دیتے ہیں اور انفرادی مباہلوں کی طرف اور دُوبدُو مباہلوں کی طرف کھینچ کے لے جانے کی کوشش کرتے ہیں یہ مباہلہ ہرگز اس قسم کے مباہلوں سے تعلق نہیں رکھتا۔ ایک یکطرفہ دعا تھی جس میں ان کو بھی دعوت دی گئی تھی کہ شامل ہو جاؤ اور پھر دیکھو کہ تمہاری دعا تم پر الٹتی ہے یا نہیں، ہماری دعا ہم پر الٹتی ہے یا نہیں اور تم سے خدا کا کیا سلوک ہو رہا ہے اس عرصہ میں اور ہم سے کیا سلوک ہو رہا ہے۔ یہ کھلی کھلی بات تھی۔ یہ سال گزر گیا اور یہ بات واضح ہو چکی۔ اب گزرے ہوئے سال کے واقعات کو وہ تبدیل نہیں کر سکتے۔ اس کی تفصیل انشاء اللہ وقت ملا، موقع ملا تو جلسہ سالانہ کے خطاب میں مَیں انشاء اللہ آپ کے سامنے پیش کروں گا۔

الفاظ سن لیجئے تاکہ آپ کو یاددہانی ہو جائے، "تم نے معاملات کو آخری حد تک پہنچا دیا ہے اور اس پہلو سے اللہ تمہیں مہلت بھی بہت دے رہا ہے اور دے چکا ہے مگر تمہارے پکڑنے کے دن آئیں گے اور لازماً آئیں گے۔ یہ وہ تقدیر ہے جسے تم ٹال نہیں سکتے"۔ اب پاکستانی اخبارات اور دنیا بھر کے اخبارات کی رُو سے جب میں اعداد و شمار آپ کو سناؤں گا تو آپ خود فیصلہ کر سکتے ہیں کہ وہ دن آ گئے ہیں کہ نہیں آئے۔ بالکل کھلی کھلی حقیقت ہے۔ "مگر تمہارے پکڑنے کے دن آئیں گے اور لازماً آئیں گے یہ وہ تقدیر ہے جسے تم ٹال نہیں سکتے۔ میں آج اس جمعہ میں اعلان کرتا ہوں کہ لازماً تم پر ذلتوں کی مار پڑنے والی ہے" ان کے اپنے اقرار سے میں جلسہ سالانہ پر انشاء اللہ آپ کو دکھاؤں گا کہ یہ سال سو فیصد اس مباہلے کے حق میں جو جماعت احمدیہ نے پیش کیا تھا گواہی دے چکا ہے اور ان گواہیوں کو کوئی تبدیل نہیں کر سکتا۔ تو ایک دوسرے کے متعلق کہہ رہے ہیں کہ تم پہ ذلتوں کی مار پڑی ہوئی ہے اور یہی مار ہے جو انشاء اللہ اگلے سال بھی جاری رہے گی۔ اس تقدیر کو بدل کے دکھاؤ تب میں اس بات کو قابل قبول سمجھوں گا کہ تم سے مزید گفتگو کی جائے یا نہ کی جائے۔ پہلے یہ مباہلے کا سال تو نپٹا لو۔ میں جو اعلان کر رہا ہوں کہ تم پر لازماً کھلی کھلی خدا کی مار پڑنے والی ہے اس کو بدل کے دکھا دو۔ جب بدل دو گے تو پھر آ کے بات کرنا کہ آیئے اب مناظرہ بھی کر لیجئے۔ اب مناظرے کے رستے بند ہیں اور یہ الٰہی فیصلہ ہے جو جاری ہونے والا ہے اور ہو کے رہے گا یہ ہے اعلان مباہلے کا۔

جہاں تک جماعت کا تعلق ہے میں نے جماعت کو یہ نصیحت کی تھی، "پس اس جمعہ پر میں ایک فیصلہ کن رمضان کی توقع رکھتے ہوئے"۔ یہ گزشتہ سال کا رمضان تھا جس کو میں کہہ رہا ہوں کہ فیصلہ کن رمضان ہے، "ایک فیصلہ رمضان کی توقع رکھتے ہوئے جماعت احمدیہ کو تاکید کرتا ہوں اس رمضان کو خاص طور پر ان دعاؤں کے لئے وقف کر دیں۔ اے اللہ تو ہمارے درمیان فیصلہ فرما کہ تو احکم الحاکمین ہے، تجھ سے بہتر کوئی فیصلہ فرمانے والا نہیں"۔ مجھے یقین ہے کہ جماعت نے اس نصیحت کو پلّو سے باندھ لیا اور دعائیں کیں۔ اگر یہ دعائیں نہ کی ہوتیں تو یہ نتیجہ ظاہر نہ ہوتا جو آپ کے سامنے ہے، سب دنیا کے سامنے ہے۔

پھر جن لوگوں کے متعلق دعا ہے عامۃ الناس کے مٹائے جانے کی کوئی دعا نہیں بلکہ ہمیشہ میں اس سے گریز کرتا ہوں کہ نعوذ باللہ من ذالک پاکستان کے عوام کے خلاف کوئی بد دعا دوں۔ لیکن جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک الہام سے ظاہر ہے کہ جو لوگوں کے اول صف کے لوگ ہیں، ان کے لیڈر ہیں ان میں سے شریروں کو مٹا دے تو یہ دعا ہمیشہ مولوی جان بوجھ کر توڑتے مروڑتے اور عوام الناس کو کہتے ہیں تمہارے خلاف بد دعا دی ہے۔ یہ بالکل جھوٹ ہے۔ نہ میں آپ سے توقع رکھتا ہوں نہ میں نے کبھی کی۔ ہماری تو ہر ممکن کوشش یہ ہے کہ پاکستان کے عوام اپنے مُلّانوں کی ذلت کی مار سے بچائے جائیں جو آخر ان پر پڑنی ہے۔ کیونکہ جس قسم کے راہنما ہوں آخر ان کی قوم علماء کی بد حرکتوں کے نتائج سے بچ نہیں سکتی۔ یہ وہ سلسلہ ہے جس کے متعلق میں نے یہ بیان کیا تھا "اے خدا اب ان سب فراعین کی صف لپیٹ دے جو مسلسل تکبر میں اور جھوٹ میں پہلے سے بڑھ بڑھ کر چھلانگیں لگا رہے ہیں اور ظلم اور بے حیائی سے باز نہیں آ رہے۔ پس ہمارے لئے یہ سال یا اس سے اگلا سال ملا کر ان سب کو ایسا فیصلہ کن کر دے"۔ یعنی ان دونوں سالوں کو "کہ یہ صدی خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ دشمن کی پوری ناکامی اور نامرادی کی صدی بن کر ڈوبے اور نئی صدی احمدیت کی نئی شان کا سورج لے کر ابھرے۔ یہ وہ دعائیں ہیں جو اس رمضان میں مَیں چاہتا ہوں کہ آپ بطور خاص کریں"۔ یہ جو حصہ ہے، "اگلا سال"، "ان شیاطین کو مٹا دے جو فراعین ہیں اور تکبر میں مبتلا ہیں"۔ پاکستان کی ساری تاریخ آغاز سے لے کر اب تک کی اس بات پہ گواہ ہے اور اب پاکستان کے

اخباروں میں یہ اعداد و شمار بڑی نمایاں سرخیوں کے ساتھ شائع ہو رہے ہیں کہ اس سال جس کثرت سے ملاّں ہلاک ہوا ہے اور غیر طبعی موت مرا ہے اور بعض مُلّاؤں کی لاشیں کتوں کی طرح بازاروں میں گھسیٹی گئی ہیں یہ ایک دوسرے پر ہی مار پڑ رہی ہے۔ یہ جو وبال ہے یہ سال بتا رہا ہے کہ ہماری دعائیں قبول ہوئیں۔ یہ کہتے ہیں تمہاری دعائیں نہیں یہ ویسے ہی ہو گیا ہے۔ یہ ویسے کیسے ہو گیا، ساری عمر کبھی نہیں ہوا اللہ تعالیٰ کو بیٹھے بیٹھے یہ کیا خیال آ گیا کہ جو احمدیت کے اشد ترین دشمن ہیں ان کو ایک دوسرے کے ہاتھوں مروایا جائے۔ اور سو فی صد ثابت ہو کہ اس میں جماعت احمدیہ کا کوئی ہاتھ نہیں۔ کہتے تو ہیں کہ جماعت احمدیہ کا ہاتھ ہے مگر جب پوچھا جائے کہ دکھاؤ وہ ہاتھ کہاں ہے تو کچھ سمجھ نہیں آتی۔ یہ جانتے ہیں، جھوٹ بولتے ہیں۔ یہ بھی جھوٹ بول رہے ہیں کہ جماعت احمدیہ کا ہاتھ ہے۔ ان کو پتہ ہے کہ ان کا ایک دوسرے کا ہاتھ ہے۔ اور اگلا سال ابھی باقی ہے جس میں یہ بہت سی توقعات لگائے بیٹھے ہیں یعنی ۱۹۹۸ء کا سال۔ یہ سال جس میں سے ہم اب گزر رہے ہیں۔

اس سال کے متعلق میں صرف اتنا عرض کر دینا چاہتا ہوں کہ یہ سال تو گزر چکا ہے اس میں جو کچھ انہوں نے کرنا تھا کر دیکھا۔ حکومتیں بھی ان کو، بڑی جابر حکومتیں جو تمام امور کی لگامیں ہاتھوں میں تھامے ہوئے تھیں وہ بھی ملیں لیکن جو مرضی کر لیں اب اس گزرے ہوئے سال کو یہ تبدیل نہیں کر سکتے۔ ان کے جو منصوبے تھے وہ جاری ہیں پہلے سے بہت زیادہ شدت کے ساتھ جاری ہیں۔ اسلئے اللہ تعالیٰ نے میرے منہ سے اس وقت ۹۸ء کا سال بھی نکال دیا۔ تو یہ سال تو ہار گئے بہر حال، اگلا بھی بہر حال ہارنا ہے۔ لیکن ان کی کوششیں ۹۸ء میں پورے عروج پر ہونگی اور اس کے متعلق ہماری نظر ہے کہاں کیسی کارروائیاں ہو رہی ہیں۔

صدر جامع گیمبیا کے جو صدر ہیں ان کے ساتھ جو سلوک کیا گیا تھا، ان کو ریڈ کارپٹ ٹریٹمنٹ اور ان کو ایک ہیرو کے طور پر (پیش کرنا) اور ان کو سعودی عرب کے میڈل دینا یہ ساری باتیں اب صدر سینیگال جو خود فرانسیسی بولنے والے، اور اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ اپنے طور پر، ذاتی طور پر کوئی تعصب نہیں رکھنے والے ہیں، ان کو بعینہٖ یہی Treatment دی گئی، یہی ان کے ساتھ سلوک کیا گیا اور اس میں پیش پیش صدر جامع صاحب تھے۔ جس طرح وہاں ان کو گولڈ میڈل ملا کہ اسلام کی بڑی خدمت کی گئی ہے اور نمایاں طور پر دکھایا گیا کہ اس طرح سعودی عرب ان کا احترام کرتا ہے یہ عظیم الشان فاتح جرنیل ہیں یہ جامع صاحب دوڑے پھرتے رہے اور جو کچھ ان کے ساتھ ہو چکی تھی وہی اب ان کے ساتھ کروا رہے ہیں اور اس کی باگ ڈور ساری پاکستان میں ہے اور وہ بے چارے سمجھ رہے ہیں کہ ہمیں کچھ دکھائی نہیں دے رہا۔ ساری ہماری نظر ہے۔ اس کی دو وجوہات ہیں۔ اول تو یہ کہ خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ انہی لوگوں میں سے کچھ نیک نفس جماعت کے حمایتی اٹھ کھڑے ہوتے ہیں اور اپنی حکومت کو بتائے بغیر وہ جماعت کو اطلاع کرتے ہیں۔ حالانکہ جماعت سے اُن کا کوئی تعلق بھی نہیں۔ اس لئے یہ خیال کہ ہماری جاسوسی کا کوئی اثر ہے ہر گز غلط اور جھوٹا خیال ہے۔ ایک ذرہ بھی ہمیں جاسوسی کی ضرورت نہیں کیونکہ اللہ ہمارا نگران ہے اور وہی معاملات پر نظر رکھتا ہے اور ہمیں مطلع فرماتا ہے۔ دوسرا ان کے اپنے مُلاّنے منہ پھٹ ہیں۔ وہ برداشت کر ہی نہیں سکتے انہوں نے ضرور پھکڑ تولنے ہیں۔ اس لئے دو ذریعے ہیں جن سے ہمیں خبریں ملتی ہیں۔ پہلا ذریعہ ان کے اپنے مقرر کردہ، قابل اعتماد حکومت کے کارندے ہیں جن میں ایک بھی احمدی نہیں ان سے بیٹھ کر جو باتیں کرتے ہیں ان کا دل بولتا ہے کہ جھوٹ اور بکواس ہے اور وہ اپنے ذرائع سے جس طرح بھی ہو سکے ہمیں خبریں پہنچا دیتے ہیں۔ اب بتائیں اس میں احمدیوں کی سازش کہاں سے آ گئی۔ اگر سازش ہے تو تم نے اے احمدیت کی مخالفت کرنے والے گروہوں کے سربراہو! تم نے خود مقرر کئے ہیں یہ آدمی اور تم گھبرا گھبرا کر چاروں طرف دیکھتے ہو کہ یہ ہیں کون، کہاں سے بولے ہیں۔ لیکن تمہارے مقرر کردہ ہیں ہم نہیں بتائیں گے کون ہیں۔ تم ڈھونڈ لو ان کو، اور زیادہ بے چینی ہو گی۔ شیشے کے گھر میں بیٹھے ہوئے سب کچھ دکھائی دے رہا ہے۔

اور مُلاّں کو تو نہیں ہم کہہ سکتے کہ ہمارے ایجنٹ ہیں۔ کام وہی کرتے ہیں جو ایجنٹ کیا کرتے ہیں لیکن ہیں وہ ملاّں اور مخالف ملاّں اور پھکڑ باز۔ ملاّں تو برداشت کر ہی نہیں سکتا اس کے ہاتھ میں کسی قسم کا کوئی راز آ جائے تو دنیا کو یہ بتانے کے لئے کہ میں نے کروایا ہے، میں احمدیت کی مخالفت میں یہ کام کرا رہا ہوں اس نے ضرور پھکڑ تولنے ہیں۔ آپ مُلاّں کی زبان نکلوا دیں گے تو اشاروں سے بتائے گا کہ میں نے یہ کام کروایا ہے۔ اس لئے دو ہمارے ذرائع ہیں جو اللہ کے فضل سے ہمیشہ ہماری مدد کرتے ہیں یعنی اللہ کی تقدیر کے تابع اور آئندہ بھی کرتے رہیں گے۔ پس جو کچھ ڈاکار (Dakar) میں ہو رہا ہے کس طرح پاکستان کا ایمبیسیڈر اس میں ملوث ہے، کس طرح پاکستان میں ان باتوں کی طنابیں ہیں، کیا مشورے دئے جاتے ہیں، کس طرح صدر جامع کو بتایا جاتا ہے کہ اب تم اور تمہارے نمائندے بھاگے بھاگے ڈاکار جاؤ اور ڈاکار کو احمدیت کی مخالفت کا اڈہ بنالو۔ یہ وہ بات ہے جو وہ عملاً اس حیثیت سے کر چکے ہیں کہ وہاں اب جو رابطہ عالم اسلامی کا اڈہ ہے وہ ڈاکار میں قائم کر دیا گیا ہے۔ کیا نتیجے پیدا ہونگے اس کے۔ اس سے پہلے رابطہ عالم اسلامی کی جو کارروائیاں تھیں ان کو اللہ تعالیٰ نے نکبت کی مار دی ہے، ذلت کی مار دی ہے، آج بھی یہی تقدیر جاری ہو گی۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ اس سال یعنی ۹۸ء کے سال میں جیسا کہ گزشتہ مباہلے کی دعا میں اللہ نے میرے منہ سے نکلوا دیا تھا کہ ۹۷ء کا سال کافی نہیں ۹۸ء کے لئے بھی دعائیں کرو۔ اس لئے میں امید رکھتا ہوں کہ جماعت احمدیہ خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ ۹۸ء کے سال کے لئے بھی اسی طرح دعائیں کرتی رہے گی اور پہلے سے زیادہ بڑھ کے، شدت سے دعائیں کرے گی۔ یہی دعائیں ہیں جو ہمارا سہارا ہیں اس کے علاوہ ہمارا کوئی سہارا نہیں۔

﴿اِنَّھُم یَکِیدُونَ کَیداً وَ اَکِیدُ کَیداً. فَمَھِّلِ الکافِرِینَ اَمھِلھُم رُوَیداً﴾ (الطارق: ۱۶ تا ۱۸)۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّھُم یَکِیدُونَ کَیداً یہ بڑی تدبیریں کر رہے ہیں۔ تم یہ نہ خیال کرو کہ تدبیروں کے بغیر بیٹھے ہوئے ہیں، بڑے پلان بنا رہے ہیں۔ وَ اَکِیدُ کَیداً۔ لیکن میں بھی باخبر ہوں، میں بھی جوابی پلان تیار کر رہا ہوں۔ اس میں جو میرے لئے راہنما اصول تھا وہ یہ تھا کہ میں بھی جوابی کارروائی کے لئے ہر ممکن صلاحیت کو استعمال کروں۔ کیونکہ اس دنیا میں مَیں اُس وقت خدا تعالیٰ کا نمائندہ بن کر اسلام کی خدمت پر مامور ہوں اور اس پہلو سے جماعت کے خلاف جتنی بھی مکاریاں ہو رہی ہیں ان کا اس دنیا میں جواب دینا میرا فرض ہے کیونکہ اَکِیدُ کَیداً جو خدا کی طرف منسوب ہوتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی کید بندوں کے ذریعے جاری کی جاتی ہے۔

اَکِیدُ کَیداً کا یہ مطلب نہیں کہ میں آسمان سے کوئی تدبیریں کر رہا ہوں اور وہیں رہیں گی۔ وہ تدبیریں آسمان سے نیچے اترتی ہیں اور اللہ جس کو پسند فرماتا ہے اس کو عقل اور شعور بخشتا ہے، اس کو صلاحیتیں دیتا ہے کہ وہ ان تدبیروں کا بھرپور توڑ کرے۔ پس آپ کو اس معاملے میں کسی فکر کی ضرورت نہیں یہ توڑ کرنا میرا فرض ہے۔ آپ کے لئے میری نمائندگی کا حق تبھی ادا ہو گا اگر میں یہ توڑ ہر ممکن کروں، ہر پہلو سے، ہر ذریعے کو استعمال کروں لیکن یہ یقین رکھتے ہوئے کہ یہ دنیاوی کارروائیاں نہیں بلکہ اَکِیدُ کَیداً کا جواب ہے۔ جو آسمان پر اللہ تدبیر فرما رہا ہے وہ نیچے اتار رہا ہے اور اپنے ان بندوں کو جن کو استعمال کرنا چاہتا ہے وہ تدبیریں سمجھاتا ہے، بُجھاتا ہے۔ اس لئے بڑی حاضر دماغی کے ساتھ، ہر پہلو کی باریکی پر نظر رکھتے ہوئے جتنی بھی تدبیریں ممکن ہو سکتی ہیں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہم کر رہے ہیں لیکن ان تدبیروں کا فیصلہ آپ کی دعائیں کریں گی، اس رمضان کی دعائیں جو باقی ہے اور سارے سال کی دعائیں۔ **اس لئے ۹۷ء کی طرح ۹۸ء کا سال بھی ہمارا ہے، ہمارا رہے گا اور کوئی دنیا کی طاقت اس سال کو ہم سے چھین نہیں سکتی۔ اس یقین کے ساتھ اب آگے بڑھیں اور اس یقین کے ساتھ دعائیں کریں۔ انشاء اللہ تعالیٰ اس کا نتیجہ آپ دیکھیں گے کہ یہی ہو گا جو میں کہہ رہا ہوں۔**

اب میں واپس آتا ہوں۔ یہ جو رابطہ عالم اسلامی، ڈاکار، یہ سب کچھ جو مجھے کوائف دئے گئے ہیں لیکن ان کو یہاں پڑھنے کی ضرورت نہیں یہ سب اب بے معنی ہو گئے ہیں۔ جو خلاصہ تھا بات کا وہ میں نے بیان کر دیا ہے۔ اب اس آیت کریمہ کی روشنی میں احادیث نبویہ آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں۔

بخاری کتاب الصوم باب من لم یدع قول الزور، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے بخاری شریف میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جو شخص جھوٹ بولنے اور جھوٹ پر عمل

برائے فروخت

ربوہ میں مجوزہ جلسہ گاہ کے بالکل سامنے ساہیوال چنیوٹ روڈ پر برلب سڑک دو ایکڑ (سولہ کنال) کا ایک قطعہ اراضی برائے فروخت موجود ہے۔ بجلی، ٹیوب ویل اور دو عارضی پختہ کمرے بنے ہوئے ہیں۔ اور دو ایکڑ کی پوری پکی چار دیواری بھی بنی ہوئی ہے۔ ربوہ میں انوسٹمنٹ کا نادر موقع ہے۔

خواہش مند حضرات

ربوہ میں ٹیلیفون 211202 پر خالد منیر اختر اور

کینیڈا میں ٹیلیفون 905-668-2176 پر کریم جنجوعہ یا طارق کریم سے رابطہ کریں

کریم جنجوعہ فروری اور مارچ کے مہینہ میں ربوہ میں دستیاب ہونگے

کرنے سے اجتناب نہیں کرتا اللہ تعالیٰ کو اس کے بھوکا، پیاسا رہنے کی کوئی ضرورت نہیں یعنی اس کا روزہ رکھنا بیکار ہے۔

یہ وہ حدیث ہے جو غالباً ہر رمضان میں مَیں بیان کرتا ہوں کیونکہ میرے نزدیک یہ مرکزی حیثیت رکھتی ہے۔ رمضان کو سنوارنے کے لحاظ سے بھی اور آپ کی زندگی، آپ کی عقبیٰ کو سنوارنے کے لحاظ سے بھی۔ جھوٹ جو قول الزور کہلاتا ہے یہ انتہائی ذلیل چیز ہے جو دنیا میں بھی انسان کو ضرور نامرادی کا مزہ چکھاتی ہے اور آخرت میں بھی وہ ہر نیکی سے محروم ہو جاتا ہے۔ پس صداقت کو اپنائیں اور جھوٹ کو ہر پہلو سے رد کر دیں۔ اپنے روزمرہ کے معاملات میں، اپنے بچوں سے باتوں میں، اپنی بیوی سے باتوں میں، بیوی کا اپنے ماں باپ سے سلوک، خاوند کے ماں باپ سے سلوک اور اندرونی باتوں میں پردے ڈالنے کی کوشش کرنا یہ سارے وہ امور ہیں جو کسی نہ کسی رنگ میں جھوٹ کی ملونی رکھتے ہیں اور شاید ہی کوئی گھر ہو، بعض ایسے ہیں جو میں سمجھتا ہوں کہ اللہ کے فضل سے وہ تقاضے پورے کرتے ہیں، مگر شاید ہی ایسے گھر ہوں یعنی کم ہونگے جن کے متعلق میں سو فیصدی یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ ان کے معاملات میں جھوٹ کی کوئی بھی ملونی نہیں۔ نیکیاں بہت ہیں، بدیوں سے اجتناب کرتے ہیں، لیکن جب اپنے نفس کو ضرورت پیش آئے تو چھوٹا ہو یا بڑا ہو جھوٹ سے ان کا پرہیز نہیں رہ سکتا۔ اور یہ جو چیز ہے یہ ان کے تقویٰ کو ننگا کر دیتی ہے۔

جب بھی جھوٹ اپنی مجبوری کے پیش نظر بولا جائے وہ جھوٹ اصل جھوٹ ہے جو شرک کی طرف مائل کرتا ہے۔ جو بے ضرورت جھوٹ ہیں روزمرہ کے جیسا کہ قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تمہاری لغو قسموں کی طرف اللہ توجہ نہیں دے گا۔ بعض دفعہ چھوٹے چھوٹے جھوٹ بے اختیار منہ سے نکل ہی جاتے ہیں کچھ زیب داستان کے لئے، کچھ کسی اور مقصد کے لئے لیکن ان میں اپنے نفس کو یا اپنے ساتھیوں کو بچانا مقصود نہیں ہوتا۔ جہاں تک ممکن ہو اس جھوٹ سے بھی اعراض لازم ہے۔ لیکن عموماً سوسائٹی میں انسان لاشعوری طور پر ایسے جھوٹوں میں ملوث ہو ہی جاتا ہے اس حد تک یہ شرک نہیں ہیں، اس حد تک گناہ کبیرہ ہونے کے باوجود گناہ صغیرہ کا رنگ رکھتے ہیں۔ یعنی جھوٹ تو کبیرہ گناہ ہے لیکن بالارادہ نہیں بولا جارہا، کسی کو دھوکہ دینے کی خاطر نہیں بولا جارہا، اپنے جھوٹے مقاصد حاصل کرنے کی خاطر نہیں بولا جارہا اس پہلو سے ایسا جھوٹ عملاً صغیرہ رہتا ہے اور جھوٹی قسموں والی بات کے تابع اللہ تعالیٰ ان سے درگزر فرما دیتا ہے۔ لیکن جب اس جھوٹ کو عام سوسائٹی میں شہرت حاصل ہو جائے یعنی سوسائٹی میں عام طور پر اس قسم کے جھوٹ کا غلبہ ہو جائے تو میرا تجربہ ہے کہ ایسی سوسائٹیاں لازماً پھر بڑے جھوٹ میں ملوث ہونے لگتی ہیں۔ ان کا امتحان اس وقت آتا ہے جب ان کی اپنی ضرورت ان کو مجبور کرتی ہے کہ کوئی جھوٹ بولیں۔ اگر انہوں نے اپنی ضرورت کی خاطر کوئی جھوٹ بولا تو پہلے سارے لغو جھوٹ اُن کے گناہِ کبائر بن جائیں گے۔ یہ امتحان ہے، یہ Test Case ہے۔ ایسا شخص اگر اس وقت رک جائے جب اس کے مفادات اس سے تقاضا کریں کہ تم ضرور جھوٹ بولو اور کوڑی کی بھی پروا نہ کرے کہ اس کی ذات کے ساتھ کیا ہوتا ہے ایسی صورت میں اس کے وہ سارے جھوٹ لغویات میں سے ہونگے جن سے مؤاخذہ نہیں کیا جائے گا۔ لیکن جہاں امتحان در پیش ہوا، جہاں اس نے ٹھوکر کھائی اور اپنے مقاصد یا اپنے رشتے داروں کے مقاصد کی خاطر جھوٹ کا سہارا لے لیا تو وہیں اس کی ساری لغویات کبائر میں شمار ہو جائیں گی۔

یہ ایک اہم نکتہ ہے جسے آپ لوگ اچھی طرح سمجھ لیں کیوں کہ لغویات اسی وقت تک لغویات ہیں جب تک وہ شرک پہ منتج نہیں ہوتیں۔ جونہی ایسا شخص واضح طور پر شرک میں ملوث ہو گیا وہ پھر لغویات نہیں کہلائیں گی۔ وہ اسکی روزمرہ کی حرکتیں اس کا ایک شرک میں ملوث ہونا ثابت کریں گی۔ پس میں آپ سے امید رکھتا ہوں کہ اس حدیث نبوی پر جتنا بھی گہرا غور کریں گے آپ مزید عارفانہ نکات حاصل کرتے رہیں گے۔ کیونکہ **جھوٹ کے خلاف جنگ ایک بہت عظیم جہاد ہے۔ جماعت احمدیہ کا جہاد کا دعویٰ اس وقت تک سچا ثابت نہیں ہو سکتا جب تک عالمی طور پر جماعت احمدیہ جھوٹ کے خلاف جہاد کا عَلَم بلند نہ کرے۔** پس میں امید رکھتا ہوں کہ آپ بھی صرف بھوکا پیاسا رہنے کو روزہ قرار نہیں دیں گے بلکہ اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ جھوٹ سے اجتناب کی باریک راہیں اختیار کریں گے۔ اور اپنے نفس کو کھنگالتے رہیں گے۔ جہاں آپ کو جھوٹ نظر آئے گا وہ آپ کا دشمن، کینہ توز آپ کے دل میں کمین گاہ بنا کے کہیں بیٹھا ہوا ہے جب اس کو موقع ملے گا وہ آپ پر حملہ کر دے گا اس حملے سے وہ باز نہیں آئے گا۔ پس یہ ایک شرک کا بُت ہے جو ہر دل میں پنہاں ہے۔ کہیں اونچا سطح کے قریب، کہیں نیچا، گہرا اور تہہ میں۔ اس بُت کو توڑنا ہے۔ اگر آپ اس بُت کو توڑ دیں گے تو ابراہیمؑ کی طرح بُت شکن کہلائیں گے۔ اگر اس بت کو نہیں توڑیں گے تو سارے بت اٹھ کھڑے ہونگے اور آپ کا دل صنم خانہ بن جائے گا۔ ایسا دل اللہ کے قیام کے لئے مسجد نہیں بنا کرتا۔ پس امید ہے کہ آپ اس مضمون کو خوب اچھی طرح سمجھ کر اپنی زندگی میں جاری فرمائیں گے۔

صحیح مسلم کی ایک حدیث ہے حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے آنحضرت ﷺ سے پوچھا کہ اگر میں فرض نمازیں ادا کروں اور رمضان کے روزے رکھوں اور حلال کو حلال اور حرام کو حرام گردانوں اور اس سے زائد کوئی عمل نہ کروں تو کیا میں جنت میں داخل ہو سکوں گا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہاں۔ اس شخص نے کہا خدا کی قسم میں ان کاموں سے کچھ زائد نہیں کروں گا۔

اب یہ جو مضمون ہے یہ بظاہر ایک ایسا مضمون ہے کہ انسان اپنی نیکیوں میں اپنے آپ کو محدود کر رہا ہے کہ میں اس سے آگے نہیں بڑھوں گا، ہر گز کوئی نفلی کام نہیں ادا کروں گا پھر بھی جنت میں جاؤں گا کہ نہیں۔ یہ کم سے کم شرائط ہیں جو ایک مومن کے لئے جنت میں داخل ہونے کے لئے ضروری ہیں۔ اس سے جہاں نیچے گرا وہ اگلا جہنم کا زینہ ہے جس میں ایک قدم نیچے اتر آئے گا۔ لیکن ان بنیادی شرائط کو اگر وہ پورا کرتا ہے تو وہ جنتی ہے۔ لیکن یہ شرائط کوئی معمولی نہیں ہیں اور نوافل ان کی حفاظت کرتے ہیں۔ اگر وہ شخص بغیر نوافل کے ان کی حفاظت کر سکتا تھا تو آنحضرت ﷺ نے اس شرط کے ساتھ اسے ہاں کہا ہے، کر سکتے ہو تو کرو لیکن یہ پکی بات ہے اگر اپنے عہد پر قائم رہے تو تم جنّت میں جاؤ گے۔

اب دیکھیں 'فرض نمازیں ادا کروں' اب فرض نمازوں کا ادا کرنا ایک بہت بڑا دعویٰ ہے۔ ان نمازوں کا جو کھڑی ہوتی ہیں جن کو کھڑا رکھا جاتا ہے، جن کی حفاظت کی جاتی ہے۔ تو بظاہر اس نے چھوٹی بات کی لیکن بہت بڑی بات کر گیا۔ پھر 'رمضان کے روزے رکھوں گا' یعنی روزے رکھنے سے مراد ان شرائط کے ساتھ جیسا کہ رمضان کے روزوں کا حق ہے۔ 'حلال کو حلال اور حرام کو حرام گردانوں گا' اب دیکھیں کتنی بڑی آزمائشوں سے بچنے کا اس نے وعدہ کیا ہے۔ 'حرام کو حرام' حالانکہ انسانی زندگی میں بکثرت ایسے مواقع پیش آتے ہیں کہ اس کا مال عملاً حرام کی ملونی رکھتا ہے۔ اور یہ وعدہ کر رہا ہے کہ میں حرام کو حرام جانوں گا ہرگز اس میں غیر حلال کی ملونی داخل نہیں ہونے دونگا۔ یہ تو بہت ہی باریک نیکی کا دعویٰ ہے، بڑی احتیاط کا دعویٰ ہے تمام امور پر نظر رکھنے کا، اپنی کمائی پر ہر طرف سے نظر رکھنے کا دعویٰ ہے۔ آپ میں کتنے ہیں جو اس دعوے کو پورا کرتے ہیں یا اس پر پورا اترتے ہیں؟ 'اس سے زائد کوئی عمل نہ کروں گا'۔ کتنے ہیں جو اس سے زائد عمل کرتے ہیں؟۔ آپ میں سے جو روزہ دار ہیں مجھے نہ بتائیں اپنے گھر جا کے سوچیں کیا حرام کو حرام سمجھنے کے ہر پہلو پر ان کی نظر ہے؟ پھر بھی جنت کے ہم امیدوار بنے بیٹھے ہیں اور اللہ کا فضل یقیناً اگر شامل حال ہو تو ہمیں

جرمنی میں پیزا (PIZZA) کا کاروبار کرنے والے احباب کے لئے

خوشخبری

ضامن صحت
عمدہ کوالٹی

گائے کے گوشت سے تیار شدہ سلامی اور شنکن کے حصول کے لئے رابطہ فرمائیں

بازار سے بارعایت
ہوم ڈلیوری

جرمن مزاج کے عین مطابق ذائقہ

نوٹ: ہماری مصنوعات صرف گائے کے گوشت سے تیار شدہ ہیں
اس بات کی تسلی کے لئے ہماری فیکٹری میں تشریف لائیں

آج ہی رابطہ کیجئے

FIRMA MERZ

MAYBACH STR 2

69214 EPPELHEIM (GAWEBEGEBIET)

BEI HEIDELBERG -GERMANY

Tel :0 6221-79240 Fax: 06221-792425

جنت میں داخل فرمائے گا۔ لیکن ان کمزوریوں کے باوجود جو حلال کو حلال نہ سمجھنے کی کمزوریاں ہیں اور حرام کو حرام نہ سمجھنے کی کمزوریاں ہیں۔ اس لئے یاد رکھیں کہ یہ حدیث بہت بڑا تقاضا کر رہی ہے، دینی عمل کو آسان نہیں بنا رہی۔ لوگ سمجھتے ہیں چھٹی ہو گئی بنیادی باتیں سب پوری کر دیں۔ بنیادی باتیں پوری کریں گے تب پتہ چلے گا کہ چھٹی کوئی نہیں ہوئی تھی اور سفر کا آغاز ہوا ہے۔ پس رسول اللہ ﷺ نے چونکہ فرمایا کہ 'ہاں' اس لئے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو یہ توفیق عطا فرمائی ہو گی۔

اب یہ سمجھ نہیں آئی کہ اس میں اس شخص کا نام کیوں نہیں دیا گیا، اس میں حکمت ضرور ہو گی۔ حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے آنحضرت ﷺ سے پوچھا، یہ پتہ کرنا چاہئے کہ کیا اس کا نام بھی کہیں مذکور ہے کہ نہیں۔ یا یہ بھی ایک طریق تھا۔ مجھے اس لئے دلچسپی ہے کہ بعض دفعہ حضرت جبرائیل انسانی شکل میں متمثل ہوا کرتے تھے اور دین کے تمام پہلو مسلمانوں کو سکھانے کے لئے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا کرتے تھے، ادنیٰ پہلو بھی اور سب سے بالا پہلو بھی۔ مختلف سوالوں سے ظاہر ہو جایا کرتا تھا تو مجھے یہ شک پڑ رہا ہے کہ یہ کہیں جبرائیل تو نہیں تھے جنہوں نے انسانی روپ دھار کر رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا۔ کیونکہ اگر مدینہ کی سوسائٹی میں کوئی معروف شخص ایسا ہوتا تو عجب نہیں تھا کہ حضرت جابرؓ اس کا نام لے دیتے۔ اس لئے اگر کسی حدیث میں نام ہے تو الگ بات ہے مگر مجھے یہ خیال گزر رہا ہے کہ یہ حضرت جبرائیل کا دین سکھانے کا طریق تھا۔

جامع الترمذی کتاب الصوم، رمضان میں شیاطین کا جکڑا جانا اور ابواب جنت کا کھلنا۔ عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ ﷺ ...... الخ، اس کا میں ترجمہ آپ کو سنا دیتا ہوں۔ یہ وہ حدیث ہے جو ہر رمضان کے دوران جمعوں میں جب میں رمضان کے تقاضوں اور باریک راہوں کا ذکر کرتا ہوں، یہ حدیث بھی ہمیشہ سنایا کرتا ہوں۔ اب بھی میں اس کو پھر سناؤں گا۔ یہ مطلب نہیں ہے کہ ہر دفعہ جب تکرار ہوتی ہے تو وہ واقعی تکرار ہی ہوا کرتی ہے۔ ہر دفعہ جو تکرار ہوتی ہے اس میں اللہ تعالیٰ کوئی نئے مضمون بھی سمجھا دیتا ہے جو پہلے نہیں بیان کئے گئے اور ایسی تکرار جو بنیادی نیک باتوں کی تکرار ہو اس سے اللہ تعالیٰ نے منع نہیں فرمایا بلکہ اس کی ہدایت فرمائی ہے۔ فَذَکِّرْ اِنْ نَّفَعَتِ الذِّکْرٰی تجھ پر فرض ہے کہ مرکزی نصیحت کی باتیں بار بار دہراتا رہ اور کثرت سے بیان کرتا کہ خوب اچھی طرح دلوں میں جاگزیں ہو جائیں۔ پس اس پہلو سے بعض لوگ جو ہر دفعہ یہ سنتے ہونگے۔ ان کو خیال کرنا چاہئے کہ وہ سال کی بات بھول بھلا گئے اب ذکّر کا تقاضا ہے کہ پھر ان کو یہ باتیں یاد کرائی جائیں۔ یہ حدیث ہے جامع ترمذی کی۔ فرمایا، 'جب ماہ رمضان کی پہلی رات ہوتی ہے تو شیطانوں اور سرکش جنوں کو جکڑ دیا جاتا ہے اور آگ کے دروازے بند کر دئے جاتے ہیں۔ اور اس کا ایک بھی دروازہ کھلا نہیں رکھا جاتا'۔ اب اس حدیث کو اگر آپ صحیح نہ سمجھیں تو یہ ایک غلط بات ہے۔ اور رسول اللہ ﷺ غلط بات بیان کر ہی نہیں سکتے۔ آپ اپنے گردو پیش لندن کی گلیوں کو ہی دیکھ لیں اور سارے یورپ، امریکہ ان کو تو در کنار کر دیں، پاکستان اور بنگلہ دیش میں اور دیگر مسلمان ممالک میں جو رمضان کے دوران ظلم ہوتے ہیں اور بے حیائیاں ہوتی ہیں ان سے آج کا اخبار اٹھا کے دیکھ لیں بھرا پڑا ہے۔ قتل و غارت، زنا بالجبر، اغوا، گینگ ریپ اور معصوموں کا قتل۔ کوئی ایک بات بتائیں جو رمضان سے پہلے تو کھلی چھٹی تھی لیکن اب مسلمان اس سے رُک گئے ہوں۔

پس یہ فرمان پھر کیا معنے رکھتا ہے کہ جب ماہ رمضان کی پہلی رات ہوتی ہے تو شیطانوں اور سرکش جنوں کو جکڑ دیا جاتا ہے اور آگ کے دروازے بند کر دئے جاتے ہیں اور اس کا ایک بھی دروازہ کھلا نہیں رکھا جاتا۔ اس حدیث کا واضح اور قطعی مطلب یہ ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کے نیک بندے جن کو رمضان کے علاوہ عام دنوں میں شیطان بہکاتے رہتے ہیں اور کسی حد تک کبھی کبھی کامیاب بھی ہو جاتے ہیں۔ اور وہ بڑے لوگ ، "جن" جن کو کہا گیا ہے وہ اپنے اثر کے تابع ان کو راہ راست سے بہکا دیتے ہیں۔ یہ خدا کے بندے اگر واقعۃً اللہ کے بندے ہیں تو پھر رمضان کی پہلی رات ان کے اندر ایک عظیم تبدیلی رونما ہوتی ہے، ہر شیطان کے خلاف کمربستہ ہو جاتے ہیں۔ ہر بے ہودہ خیال کے خلاف اپنی تمام صلاحیتیں استعمال کرتے ہیں اور کسی شیطان، سرکش، گمراہ کرنے والے یا دنیاوی لحاظ سے بڑے انسان کو یہ توفیق نہیں ہوتی کہ ان کی زندگی پر رمضان کے دوران اثر انداز ہو۔

پس رمضان میں ایک اللہ کے بندے کی جو حالت ہے کس طرح وہ خدا کی طرف اپنے آپ کو Withdraw کر دیتا ہے یعنی اللہ کی طرف اپنے آپ کو پیچھے دھکیلتے دھکیلتے اس کی گود میں جا بیٹھتا ہے یہ وہ بندے ہیں جن کے متعلق فرمایا کہ ایک دروازہ بھی جہنم کا ان پر کھلا نہیں رہتا، کلیۃً ہر دروازہ بند ہو جاتا ہے۔ 'اور منادی اعلان کرتا ہے کہ اے خیر کے طالب آگے بڑھ اور اے شر کے خواہاں رک جا اور جو آگ سے آزاد کئے جاتے ہیں وہ اللہ کے بندے ہوتے ہیں اور ایسا ہر رات ہوتا ہے'، اب ہر حدیث اپنے حل کے لئے ایک چابی اپنے اندر رکھتی ہے۔ یہ جو فقرہ اب میں نے پڑھا ہے اسی میں اس کی چابی ہے۔ عباد اللہ، عباد الرحمٰن یہ ان لوگوں کی بات ہو رہی ہے۔ چنانچہ فرمایا جو آزاد کئے جاتے ہیں وہ اللہ کے بندے ہوتے ہیں اور ایسا ہر رات ہوتا ہے۔ اب اس میں ایک عظیم الشان خوشخبری ہمارے لئے یہ ہے کہ اگر رمضان کی پہلی رات میں ہم سے ایسا نہیں ہوا تو شر سے، غیر اللہ سے آزادی دلانے کا اعلان ہر رمضان کی رات کو کیا جاتا ہے۔ ہر رمضان کی رات کو اللہ کے فرشتے اترتے ہیں اور یہ اعلان عام کرتے ہیں کہ اے وہ لوگو جو بھی اللہ کے بندے بننا چاہتے ہو، اب بھی شیطان کے شر سے اور اس کی زنجیروں سے آزاد ہونا چاہتے ہو تو آ جاؤ۔ اگر آج تم اللہ کے بندے بننے کا فیصلہ کرو گے تو آج کی رات تمہاری آزادی کی رات ہو گی۔ یہ حدیث ہے جو رمضان کے دوران اور رمضان کی راتوں میں غور کے لئے نہایت ہی اہمیت رکھتی ہے۔ پس ہر شخص کو، ہر رات کو اپنا محاسبہ کرنا ہو گا کہ یہ رات اس کے لئے آزادی کا پیغام لائی ہے کہ نہیں اور اس کی آزادی کا پیغام اس کے شیطانوں کے جکڑے جانے کا پیغام ہی ہے۔ یعنی مومن کی آزادی اور شیطانوں کا جکڑا جانا یہ بیک وقت ایک ہی معنی رکھتے ہیں اور بیک وقت اطلاق پاتے ہیں۔

اب یہ حدیث بھی ایسی ہی حدیث ہے جس کا ہر سال رمضان مبارک کے خطبوں میں ذکر تو ہوتا ہے لیکن تمام باتیں آنحضرت ﷺ کی باتیں ہیں اور ہر بات ایک نیا مزہ رکھتی ہے، نئی شان رکھتی ہے اور رمضان کی برکات کو سمجھنے میں اور جن چیزوں سے پرہیز لازم ہے ان کو سمجھنے میں بہت مددگار ثابت ہوتی ہے، ان حدیثوں میں سے ایک یہ بھی ہے۔

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے انسان کے سب کام اس کے اپنے لئے ہیں مگر روزہ میرے لئے ہے اور میں خود اس کی جزاء ہوں گا۔ یعنی اس کی اس نیکی کے بدلے میں اسے اپنا دیدار نصیب کروں گا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے روزہ ڈھال ہے پس تم میں سے جب کسی کا روزہ ہو تو نہ وہ بے ہودہ باتیں کرے، نہ شور و شر کرے۔ اگر اس سے کوئی گالی گلوچ کرے یا لڑے جھگڑے تو وہ جواب میں کہے کہ میں تو روزہ دار ہوں "قسم ہے اس ذات کی" اللہ کی شان ہے محمدؐ رسول اللہ کی قسم دیکھیں کیسی شاندار قسم ہے، "قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں محمدؐ کی جان ہے" اس سے بڑی قسم مومن بندے اپنے حق میں سوچ بھی نہیں سکتے۔ "قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں محمدؐ کی جان ہے روزے دار کے منہ کی بُو بھی اللہ تعالیٰ کے نزدیک کستوری سے زیادہ پاکیزہ ہے اور خوشگوار ہے کیونکہ اس نے اپنا یہ حال خدا تعالیٰ کی خاطر کیا ہے۔ روزہ دار کے لئے دو خوشیاں مقدر ہیں ایک خوشی اسے اس وقت ہوتی ہے جب وہ روزہ افطار کرتا ہے اور دوسری اس وقت ہو گی جب روزہ کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی ملاقات نصیب ہو گی"۔ یعنی روزے کی جو لذت افطاری کے وقت آتی ہے اس کو روزہ دار ہی جانتا ہے کہ کس قدر مزے کی بات ہے، کیسا دل کشادہ ہو جاتا ہے، فرحت محسوس کرتا ہے پانی کا ایک ایک قطرہ پیارا لگتا ہے۔ لیکن اس کی روح کی لذت تو وہ ہے جب خدا تعالیٰ کی ملاقات نصیب ہو گی اور اس کی روح کی ساری پیاسیں بجھائی جائیں گی۔

یہ حدیث بہت گہرے معانی پر مشتمل ہے اور روزمرہ کے دستور کو دہرایا گیا ہے کہ روزے کے دوران تمہیں ابتلاء پیش آئیں گے۔ کوئی جھگڑے گا، کوئی زیادتی کرے گا، کوئی سختی سے پیش آئے گا تو تمہیں اس کے سوا کوئی جواب نہیں دینا کہ میں روزہ دار ہوں۔ اس کے بعد روزہ دار کے منہ کی بو کا ذکر ہو گیا۔ یہ کیوں ہوا۔ اس کا کیا تعلق ہے۔ تعلق یہ ہے کہ جو شدید جھگڑے کے وقت بھی منہ نہیں کھولتا اور غلط باتوں سے پرہیز کرتا ہے، کھانے سے بھی اور پینے سے بھی پرہیز کرتا ہے، اس کا منہ اللہ کی خاطر بند ہے اور جب منہ دیر تک بند رہے تو اس میں بدبو پیدا ہو جاتی ہے۔ تو ایک طرف یہ فرمایا کہ اس کو کہہ دو کہ میں روزہ کی خاطر خاموش رہوں گا اور اس خاموشی کے نتیجے میں تمہارے منہ میں جو بدبو سارا دن منہ بند رکھنے سے اور نہ کھانے سے پیدا ہوتی ہے اللہ فرماتا ہے وہ مجھے بہت پیاری لگتی ہے۔ پس یہ سارے معاملات ایک دوسرے سے منسلک ہیں، ان میں ربط ہے۔

آنحضرت ﷺ کا کلام باہمی ربط سے پہچانا جاتا ہے اور یہ ربط اللہ تعالیٰ کے فضل سے بالکل ظاہر ہے یعنی آپ غور کریں گے تو ظاہر ہو گا۔ کیوں میں جزاء بنتا ہوں؟ یہ بحث ہو رہی ہے۔ فرمایا اس نے اپنا یہ حال خدا تعالیٰ کی خاطر کیا ہے۔ اب مومن تو اپنے منہ کی بو کے متعلق بڑا سخت حساس ہوتا ہے۔ آنحضرت

Earlsfield Properties

Landlords & landladies

Guaranteed rent

your properties are urgently required

Tel: 0181-265-6000

ﷺ کے منہ سے ہمیشہ خوشبو اٹھتی تھی جو پاکیزہ لعاب کے نتیجے میں ایک پاکیزہ خوشبو ہے جس کو خوشبو کی لہریں آپ نہ بھی قرار دیں تو تازہ منہ رکھنے والے کی جو سانس ہے وہ اپنے اندر ایک ایسی مہک رکھتی ہے کہ اسے ایک خوشبو نہ بھی کہیں تو وہی دلپذیر ہے۔ تو آنحضرت ﷺ کا منہ ہمیشہ اللہ کی خاطر اس طرح صاف رہتا تھا اور بار بار آپؐ صاف کرتے تھے کہ اس سے آپؐ کے پاکیزہ لعاب دہن کے سوا اور کوئی بُو نہیں آیا کرتی تھی۔

پس فرمایا کہ 'جس نے اپنا یہ حال خدا کی خاطر بنالیا ہو' اس سے مجھے لگتا ہے بلکہ یقین ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنی طرف اشارہ کررہے ہیں کہ میں کتنا پاکیزہ ہوں، میرے منہ میں بھی شاید اس روزہ رکھنے کے نتیجے میں وہ ہلکی سی بو داخل ہو چکی ہو جس سے میں کتنا پرہیز کرتا ہوں کتنا دور بھاگتا ہوں۔ اس لئے میں بے قابو ہو رہا ہوں جذبات سے کہ یہ فقرہ 'جس نے خدا تعالیٰ کی خاطر اپنا یہ حال بنا رکھا ہے' یہ فقرہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی یاد کو دل میں تازہ کرتا ہے اور کھول کے اس روزہ دار کو سامنے لے آتا ہے جس کے مقدر میں دو خوشیاں ہیں۔ لازماً ایسا روزے دار جب خدا کے رزق پر روزہ کھولتا ہے اور پانی پیتا ہے تو اس کے دل کی کیفیت، اس کے جسم کی کیفیت ایسی ہوتی ہے کہ دنیادار اس کا اندازہ بھی نہیں کرسکتا اور پھر ہر روز اللہ سے وہ ملاقات کرتا ہے اور روزے کی جزاء ساری اس کو عطا ہوتی ہے ساری فرحتیں عطا کی جاتی ہیں، ساری پاکیزگیاں عطا کی جاتی ہیں۔ یہ وہ مضمون ہے جو اس حدیث نے ہمارے سامنے کھول کے رکھا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ کم لوگوں کو خیال آتا ہے کہ یہ اول طور پر آنحضرت ﷺ کا خود اپنے متعلق بیان ہے۔

اب صحیح بخاری کتاب الصوم باب الریان للصائمین سے حدیث لی گئی ہے۔ حضرت سہل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جنت میں ایک دروازہ ہے جس کو ریّان کہتے ہیں قیامت کے دن روزہ دار اس سے داخل ہونگے اور ان کے سوا کوئی اس میں داخل نہیں ہوگا۔ پوچھا جائے گا کہ روزہ دار کہاں ہیں تو وہ کھڑے ہو جائیں گے ان کے سوا کوئی اس میں سے داخل نہیں ہوگا۔ اور جب وہ داخل ہو جائیں گے تو وہ بند کر دیا جائے گا اور پھر کوئی اس سے جنت میں داخل نہ ہوگا۔ لیکن دوسری احادیث سے ثابت ہے کہ جنت کے سات دروازے ہیں ساتوں سب خدا کے ان بندوں کے لئے کھلے ہیں جو ان دروازوں سے جنت میں داخل ہونے کا حق رکھتے ہیں۔ اور اس موضوع کی اور بھی احادیث ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ جنت میں داخل ہونے کے بہت سے رستے ہیں جن کے ذریعے سے مومن ضرور ان رستوں سے داخل ہوگا اس لئے ان احادیث کو ظاہر پر محمول نہ کریں۔ یہ نہ سمجھیں کہ ایک گیٹ سے داخل ہو کر پھر دوسرے گیٹ سے نکل آتا ہے۔ پھر دوسرے گیٹ سے داخل ہوتا ہے پھر نکل آتا ہے۔ پھر تیسرے گیٹ سے داخل ہوتا ہے۔ یہ ظاہر پرستوں کی لغویات ہیں۔ آنحضرت ﷺ جس کا ذکر فرما رہے ہیں ان کو آپ اس طرح سمجھ لیں کہ سارے دروازے ایک گیٹ کی شکل میں رونما ہو جاتے ہیں۔ ہر نیکی کا دروازہ جس میں سے مومن کو داخل ہونا چاہئے وہ جس دروازے سے داخل ہو اس کے اوپر گویا سب نیکیوں کے لیبل لگے ہونگے اور جو سچا روزے دار ہے خدا کے نزدیک اس کا گیٹ بھی وہیں سجایا جائے گا۔ اگر ظاہری طور پر گیٹ کا تصور ضرور باندھنا ہے تو اس طرح باندھیں لیکن یہ ظاہری تصور نہیں ہے۔ روحانی طور پر انسان اپنی ہر نیکی کی جزاء کو گویا دروازوں کی طرح متمثل ہوتے دیکھے گا۔ لیکن ظاہری گیٹ نہیں ہونگے اس کی روح محسوس کرے گی کہ میری ہر نیکی کی جزاء مجھے دی جارہی ہے اور میں اسی جنت میں داخل ہو رہا ہوں جہاں ایک نیکی بھی نظر انداز نہیں کی گئی۔ اس کے سوا اس حدیث کا کوئی دوسرا مطلب کرنا اس حدیث کے مضمون سے روگردانی ہے۔

اب بعض لوگوں کے لئے تو شاید روزے کا ایک فائدہ ایسا دکھائی دے کہ اس پر وہ ضرور لپکیں کیونکہ انسانی فطرت ہے، انسان کوشش کرتا ہے کہ میرے مال میں برکت پڑے اور اس برکت کی خاطر دیکھیں وہ کتنی بے برکتیاں حاصل کرلیتا ہے یعنی برکت ڈھونڈنے نکلا گھر سے اور سارا دن بے برکتیاں سمیٹ کر اپنی ایک پنجابی میں جس کو "پنڈ" کہتے ہیں "گٹھڑی" مگر جیسا پنڈ کا لفظ ہے نا ویسا گٹھڑی میں نہیں مزہ، وہ پنڈ اٹھائے ہوئے بے برکتیوں کی گھر میں داخل ہوتا ہے۔ نکلتا ہے برکت کے لئے لیکن آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ روزے میں ایک یہ بھی فائدہ ہے کہ تمہارے اموال میں برکت دے گا۔ یہ کیسے ہوگا، اللہ بہتر جانتا ہے۔ مگر رسول اللہ ﷺ کے الفاظ میں آپ کے سامنے پڑھ کے سنا دیتا ہوں۔

سہل بن معاذؓ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نماز، روزہ اور ذکر کرنا اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کئے گئے مال کو سات سو گنا بڑھا دیتا ہے، اب یہ سات سو گنا کا محاورہ یہ چلتا ہے اور اس کی بنیاد قرآن کریم میں بھی ہے اور ویسے ہی سات سو گنا کا لفظ کثرت اموال کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ یہاں جو طریقہ کار ہے وہ غور سے سننے والا ہے۔ کس کے مال میں روزہ برکت ڈالے گا، کس مال میں روزہ برکت ڈالے گا، فرمایا نماز، روزہ اور ذکر اللہ تعالیٰ کے رستے میں خرچ کئے گئے مال کو بڑھاتا ہے۔ یعنی یہ نہیں کہ آپ نے دنیا میں کوئی تجارت کرنی ہے تو اس میں برکت پڑ رہی ہے۔ خدا کی راہ میں جو مال خرچ کریں گے اس مال میں برکت پڑے گی اور اس طرح روزے دار کے اموال بڑھیں گے۔ اور یہ ہمارا مشاہدہ ہے کہ یہ وعدہ اخروی وعدہ نہیں یا محض اخروی وعدہ نہیں۔ اس دنیا میں بھی ایسا ہی ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جو لوگ خدا کی راہ میں خرچ کرتے ہیں ان کے اموال میں مرنے کے بعد نہیں بلکہ اس دنیا میں بھی لازماً برکت پڑتی ہے۔ لیکن یہ تجارت اور تجارت ہے، یہ قرضہ حسنہ سے تعلق رکھنے والی تجارت ہے جس کا مضمون میں نے پہلے بیان کیا ہے۔ پس آپؐ خدا کی راہ میں خرچ کرنے میں بہت زیادہ تیز ہواؤں سے بھی بڑھ کر تیز ہو جایا کرتے تھے۔ یوں بیان کیا گیا ہے کہ عام ہوائیں جب چلتی ہیں نرم رَو وہ جھکڑ میں تبدیل ہو جائیں تو بڑے زور سے تیزی کے ساتھ، نیکیوں میں تیزی یوں محسوس ہو جیسے آپ آج کل ہواؤں میں دیکھ رہے ہیں عام ہوا چل رہی ہے بڑی اچھی اچھی، تیز چل رہی ہے۔ بعض دفعہ اتنے زور سے چلتی ہے کہ آپ کو دھکا پڑتا ہے پیچھے سے۔ تو یہ وہ دھکے والی ہوائیں ہیں جو خدا کی راہ میں خرچ کرنے کا اسلوب سکھاتی ہیں کہ رمضان میں اس طرح خرچ کرو جیسے تمہارے اندر وہ جھکڑ چل پڑیں اور تم خدا کی خاطر خرچ کرتے ہوئے گویا دھکے کھاتے کھاتے آگے بڑھ رہے ہو۔ یہ وہ مضمون ہے جس کے متعلق رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ ایسا کرو گے تو یاد رکھو تمہارے اموال میں بہت برکت پڑے گی۔ اب اس کے ساتھ وقت ختم ہو رہا ہے۔

☆......☆......☆......☆

بقیہ: خلاصہ خطبہ جمعہ از صفحہ اول

میں یہ نقائص ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ فلاں اچھا قابل آدمی تھا مگر اسے باہر نکال دیا گیا یا عہدے سے ہٹا دیا گیا۔ حضور نے فرمایا کہ جنہیں نکال دیا جاتا ہے یا جو عہدوں پر فائز ہونے کے باوجود اپنے کردار کی حفاظت نہیں کر سکتے وہ تمہارا نقصان نہیں کر سکتے اگر تم ہدایت پر قائم ہو۔ حضور نے فرمایا کہ وہ لوگ جو اپنے جتھوں پر فخر کرتے ہیں انہیں چاہئے کہ وہ اپنی فکر کریں۔ یہ نہ ہو کہ ان کے جتھے سارے کے سارے خدا کے حضور رد کر دئے جائیں۔

حضور نے فرمایا کہ اس صورت میں ایک ملک خاص طور پر میرے ذہن میں ہے۔ یہ سکینڈے نیوین ممالک میں سے ایک ہے۔ حضور نے فرمایا کہ اس سے پہلے بھی میں بہت کوشش کر رہا ہوں کہ اُن کے جتھے ٹوٹیں اور یہ جتھے اگر مُخرَجین کی تائید میں بنے ہوئے ہیں تو ایک کوڑی کا بھی فائدہ ان کو نہیں ہوگا۔ حضور نے فرمایا وہ بدقسمت ملک جن میں فتنہ وفساد والے جتھے زیادہ ہیں اور نیک لوگ نسبتاً کم ہیں وہ پریشان ہیں ان سے بھی میں کہتا ہوں کہ دیکھو ان کا جتھہ تمہیں کچھ بھی نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔ جتنے جتھے بنتے ہیں بننے دو خدا انہیں توڑے گا اور یہ اپنے سوا اور کسی کا کوئی نقصان نہیں کر سکتے۔ جب یہ خوشخبری خدا نے دے دی تو پھر تمہیں کیا فکر ہے۔ اگر دس افراد بھی ٹھیک ہیں تو اللہ اور جماعت کی نظر میں وہی مقبول ہیں۔

حضور نے فرمایا کہ دنیا میں سینکڑوں ہزاروں جماعتیں ہر سال بنتی ہیں جو کلیۃً فدا ہیں۔ جرمنی میں شروع میں بڑی جتھہ بندیاں تھیں۔ ہر جتھے کو یہ غرور تھا کہ ہم بڑے جتھے والے ہیں ہم پر کون ہاتھ ڈال سکتا ہے۔ میں نے ان پر ہاتھ ڈالا اور بتادیا کہ خلیفہ وقت کو اگر اللہ سمجھائے کہ ہاتھ ڈالو تو وہ ڈالے گا اور سب جتھے تحلیل ہو جائیں گے۔ اگر کوئی ملک سمجھتا ہے کہ وہ بہت بڑا ہے اور مستثنیٰ ہے تو میں آج اسے متنبہ کر رہا ہوں۔ قرآن کریم کی یہ آیت مجھے تقویت دے رہی ہے۔

بعد ازاں حضور ایدہ اللہ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے بعض اقتباسات پڑھ کر سنائے اور ساتھ ساتھ ان کی ضروری وضاحت بیان کرتے ہوئے ان مضامین کو اچھی طرح ذہن نشین کروایا۔ حضور نے فرمایا کہ میرے نزدیک جماعت کی تربیت کے لئے آج کے زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اقتباسات پڑھ کر سنانے سے بہتر اور کوئی طریق نہیں ہے۔ یہ نہایت گہرا دل پر اثر کرنے والے ہیں۔ "کشتی نوح" کے ایک اقتباس کو پیش کرتے ہوئے اس کی تشریح میں حضور نے فرمایا کہ عادت جس چیز کی بھی پڑ جائے وہ عادت اپنا غلام بنالیا کرتی ہے۔ یہ نشے کی تعریف ہے۔ یہ ایک ایسی حقیقت ہے جو چائے اور کافی پر بھی اطلاق پاتی ہے۔ بہت سی بیماریاں عادات سے تعلق رکھتی ہیں جب کسی چیز کی عادت پڑ جائے اور وہ نہ ملے تو شدید بے چینیاں پیدا ہوتی ہیں۔ دنیا کی اکثر قوموں میں جو جرائم پائے جاتے ہیں وہ عادات کی بنا پر پائے جاتے ہیں۔ نشے کے عادی کو اس دنیا میں بھی ضرور سزا ملتی ہے اور آخرت کا عذاب الگ ہے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ "حد سے زیادہ عیاشی میں بسر کرنا لعنتی زندگی ہے"۔ اس کی وضاحت کرتے ہوئے حضور نے فرمایا کہ آج ساری دنیا میں جو بحران پیدا ہو رہے ہیں ان کے ذمہ دار حد سے زیادہ عیاشی میں زندگی بسر کرنے والے لوگ ہیں۔ کسی ملک کو حد سے زیادہ عیاشی میں مبتلا ہونے کی اجازت نہیں ہے جب تک اس کے تمام غریبوں کو بنیادی حقوق میسر نہ ہوں۔ عیاشی کے ساتھ حد سے زیادہ بدخلقی اور بے مہری کا تعلق ہے۔ حضور ایدہ اللہ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے بعض مزید اقتباسات بھی پڑھ کر سنائے جن میں اللہ تعالیٰ کی صفات کو اپنانے اور الٰہی آثار اپنی زندگیوں میں ظاہر کرنے اور جھوٹ، خیانت، تکبر سے بچنے اور تقویٰ اختیار کرنے کی نصیحت فرمائی گئی ہے۔ حضور نے امید ظاہر فرمائی کہ حضرت مسیح موعودؑ کی ان چھوٹی چھوٹی پیاری نصیحتوں کے نتیجہ میں جماعت بڑی بنتی چلی جائے گی۔

☆......☆......☆

واقفین نو کو حتی الوسع اچھی تلاوت کے ساتھ ساتھ ترجمہ قرآن بھی سکھائیں

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"قاری دو قسم کے ہوا کرتے ہیں۔ ایک تو وہ جو اچھی تلاوت کرتے ہیں اور ان کی آواز میں ایک کشش پائی جاتی ہے اور تجوید کے لحاظ سے وہ درست ادائیگی کرتے ہیں۔ لیکن محض پرکشش آواز سے تلاوت میں جان نہیں پڑا کرتی۔ ایسے قاری اگر قرآن کریم کا ترجمہ نہ جانتے ہوں تو وہ تلاوت کا بُت تو بنا دیتے ہیں تلاوت کا زندہ پیکر نہیں بنا سکتے۔ لیکن وہ قاری جو سمجھ کر تلاوت کرتے ہیں اور تلاوت کے اس مضمون کے نتیجہ میں ان کے دل پگھل رہے ہوتے ہیں ان کے دل میں خدا کی محبت کے جذبات اٹھ رہے ہوتے ہیں۔ ان کی تلاوت میں ایک ایسی بات پیدا ہو جاتی ہے جو اصل روح ہے تلاوت کی۔ تو ایسے گھروں میں جہاں واقفین نو ہیں وہاں تلاوت کے اس پہلو پر بہت زور دینا چاہئے۔ خواہ تھوڑا پڑھایا جائے لیکن ترجمہ کے ساتھ، مطالب کے بیان کے ساتھ پڑھایا جائے اور بچے کو یہ عادت ڈالی جائے کہ جو کچھ بھی وہ تلاوت کرتا ہے وہ سمجھ کر کرتا ہے۔ ایک تو روزمرہ کی صبح کی تلاوت ہے، اس میں تو ہو سکتا ہے کہ بغیر سمجھ کے بھی ایک لمبے عرصہ تک آپ کو اسے قرآن کریم پڑھانا ہی ہوگا لیکن ساتھ ساتھ اس کا ترجمہ سکھانے اور مطالب کی طرف متوجہ کرنے کا پروگرام بھی جاری رہنا چاہئے"۔ (خطبہ جمعہ مورخہ ۱۰ر فروری ۱۹۸۹ء۔ مرسلہ وکالت وقف نو، ربوہ)

داتہ — میرا گاؤں

(اظہر رحیم - سڈنی، آسٹریلیا)

گاؤں داتہ ایبٹ آباد سے ۷ اکلو میٹر اور مانسہرہ سے ۷ کلو میٹر دونوں بڑے شہروں کے درمیان واقع ہے۔ پرانے زمانے یعنی ۱۹۰۰ء سے پہلے یہ تعلیمی لحاظ سے صوبہ سرحد میں مشہور تھا اور بعد میں پارٹیشن تک یہ اعزاز برقرار تھا۔ ملازمین سرکار کے حساب سے بھی اس کا منفرد مقام تھا۔ تعلیم کے محکمہ کے افسر، پولیس اور محکمہ صحت کے ملازم (جی ٹی ایس) اور اکثر افسران کا تعلق خصوصاً اس گاؤں سے تھا۔ تعلیم کے میدان میں بہت سی درسگاہوں کے فارغ التحصیل اور زیر تعلیم نوجوانوں کا تعلق بھی اسی گاؤں سے تھا۔ دور و نزدیک اس گاؤں کے تعلیم یافتہ ہونے کا چرچا تھا۔ اسی تعلیم کی وجہ سے اس گاؤں میں احمدیت یعنی حقیقی اسلام جو قادیان کے قصبہ سے حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام کے دعوے پر مبنی تھا فوراً قبول کیا گیا اور چند ایک نہایت بزرگ اور تعلیم یافتہ لوگوں نے قادیان جاکر حضورؑ سے ملاقات کے بعد ایمان تازہ کئے اور دوسروں کے لئے مشعل راہ بنے۔ ان میں حضرت مولوی سرور شاہ صاحبؓ اور میرے پردادا حضرت حاجی احمد جی صاحبؓ جو کہ موصی تھے شامل تھے۔

خاکسار کے جد امجد حضرت حاجی احمد جی صاحبؓ شروع کے بیعت کنندہ ہیں۔ حضرت احمد جیؓ کی اولاد میں تین لڑکے اور چار لڑکیاں تھیں۔ لڑکوں میں سے بابو رحمت اللہ صاحب نے میٹرک قادیان سے پاس کیا۔ دوسرے لڑکے عبداللطیف صاحب بھی بسلسلہ تعلیم قادیان رہائش پذیر ہوئے۔ اور تیسرے بیٹے جو کہ میرے دادا فضل دین صاحب تھے زمینداری کے سلسلہ میں گاؤں میں اپنے فرائض سرانجام دیتے رہے کیونکہ زمین کا رقبہ بفضل تعالیٰ اس بات کا متقاضی تھا کہ ایک شخص جائیداد کی مکمل نگرانی کرے اور تین چار نوکر ہمہ وقت کام میں مصروف رہیں۔ ان کے علاوہ داتہ میں احمدیت کے نفوذ کے سلسلہ میں غیر علاقہ سے آئے ہوئے ایک احمدی جناب مولوی محمد یامین صاحب تھے جنہوں نے درس و تدریس کے میدان میں گرانقدر خدمات انجام دیں اور ایک لحاظ سے اس احمدیت کے پودے کی آبیاری ان کی مرہون منت ہے۔ ان کے علاوہ مکرم مولوی عبدالغنی صاحب جن کی اولاد میں سے مولوی عبدالسبوح صاحب ایڈووکیٹ پہلے اپیل نویس تھے کافی عرصہ تک صدر جماعت احمدیہ ایبٹ آباد رہے ہیں اور ان کے دوسرے بھائی عبدالحکیم صاحب تھے جن کی اولاد میں مکرم عبدالسلام صاحب سواتی ہیں اور دوسرے عبدالمالک صاحب ہیں۔ مولوی عبدالغنی صاحب نے درس و تدریس اور ترویج قرآن میں نہایت درجہ شہرت پائی اور آج بھی کئی مرد اور مستورات جنہوں نے ان سے قرآن سیکھا اور دوسروں کو تعلیم دے رہے ہیں۔

پاکستان بننے کے بعد ہمارا گاؤں مخالفتوں کی لپیٹ میں آگیا۔ ۱۹۵۳ء میں بھی ہمیں نہایت درجہ اذیتیں پہنچائی گئیں۔ ۱۹۷۴ء میں جو واقعات ہوئے ہیں وہ مجھ کو بہت اچھی طرح یاد ہیں کیونکہ میں اس وقت جماعت ششم کا طالب علم تھا۔ ہمارے گاؤں میں ہماری حفاظت کے نام پر پولیس تعینات کی گئی تھی جو ہمیں صبح سکول لے جاتی تھی اور شام کو واپس گھروں میں پہنچاتی تھی۔ اس دوران گاؤں کی ہماری مسجد جو بہت پرانے وقتوں کی تھی شہید کر دی گئی تھی۔ ہمارے قرآن مجید کے نسخے اور دوسری کتابیں جلا دی گئی تھیں۔ کچھ دکانیں بھی جلا دی گئی تھیں غرض وہ عرصہ ہمارے لئے ایک قیامت سے کم نہ تھا۔ ہم احمدیوں سے گاؤں والوں نے بائیکاٹ کر رکھا تھا۔ لاؤڈ اسپیکر سے ہمارے خلاف روزانہ صبح و شام غلط اعتقاد منسوب کر کے لوگوں کو مشتعل کیا جاتا تھا۔ غرض یہ سلسلہ ۱۹۷۴ء سے شروع ہوا اور ۱۹۸۴ء میں جنرل ضیاء الحق کے دور میں اپنے عروج کو پہنچا جبکہ ہماری نمازوں، تلاوت قرآن کریم، اذانوں، قربانی اور دیگر مذہبی شعائر پر ہر قسم کی پابندی لگائی گئی اور یہ سب کچھ حکومتی سطح پر ایک آرڈیننس کی وجہ سے ہوا۔ جس کو 298-C/ppc کا نام دیا گیا اور حکومتی سطح پر ہونے کی وجہ سے عوام دلیر ہو گئے تھے اور ہمیں نقصان پہنچانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑتے تھے۔ چنانچہ ۱۴ر اگست ۱۹۸۴ء کو گاؤں میں ہمارے خلاف ایک منظم سازش کے تحت خون خرابہ ہونے کے تحت اور ہمارے سب بالغ مردوں کے خلاف FIR کٹ جانے کی وجہ سے ہمیں راتوں رات گاؤں چھوڑنا پڑا اور مختلف راستوں سے چھپتے ہوئے ہم اسلام آباد پہنچے اور پھر وہاں سے پشاور چلے گئے اور ضمانت وغیرہ کروائی اور حالات ٹھیک ہونے پر دوبارہ گاؤں واپس آئے۔

اسی طرح اپریل ۱۹۹۲ء بھی ہم پر قیامت سے کم نہیں گزرا۔ مجلس تحفظ ختم نبوت والوں نے گاؤں کے باہر سے امداد منگوا کر ایک بار پھر منظم سازش کے تحت ہمیں تنگ کرنا شروع کر دیا اور اس سارے ڈرامہ کا مین کردار گاؤں کا ایک ان پڑھ مُلاں خلیل الرحمان ہے جو عوام کو لاؤڈ سپیکر پر ہمارے خلاف جھوٹے بہتان اور غلط اعتقادات منسوب کر کے مشتعل کرتا ہے اور عوام سے سوشل بائیکاٹ کروایا ہوا ہے تاکہ ہم سے کوئی شخص ان بہتانوں کے جھوٹا ہونے کی بابت معلوم نہ کر سکے۔

خاکسار کے خلاف کافی عرصہ سے مختلف سازشیں کی جارہی تھیں۔ اس وقت خاکسار کے چار کیس زیر سماعت ہیں جن میں سے دو 298-c/ppc اور ایک 324 اور ایک 107/151 ہے ان کیسوں کے سلسلہ میں خاکسار کو کئی بار جیل جانے کا موقعہ ملا ہے۔ خدا تعالیٰ کی خاص حفاظت کے ساتھ حوالات کا بھی چکر کاٹ چکا ہوں۔ ایک کیس میں ۶۴ دن اور دوسرے کیس میں ۲۲ دن جیل میں رہا۔ اس کا اثر اکثر خاکسار کی ملازمت اور اقتصادیات پر براہ راست پڑا۔ خاکسار کی ایک ہمشیرہ کو محض احمدیت کی وجہ سے ایک پرائیویٹ فالکن پبلک سکول اینڈ کالج سے نکال دیا گیا۔ دوسری ہمشیرہ کا تبادلہ (سرکاری سکول) علاقہ غیر میں کیا گیا جہاں مرد بھی جانے سے ڈرتے ہیں۔ چھوٹے دو بھائیوں کو حالات خراب ہونے کی وجہ سے والدین سے دور یعنی کراچی بھجوانا پڑا۔ اپنے نزدیکی رشتہ داروں یعنی ماموں وغیرہ سب سے لاتعلقی کرنا پڑی۔ ایک بھائی کراچی میں سروس کر رہا ہے اس کو بغیر تنخواہ کے گاؤں چھٹی لے کر رہنا پڑ رہا ہے۔ والد صاحب پاکستان فوج سے صوبیدار ریٹائرڈ ہیں اور خود دل کے مریض ہیں اور جناب بریگیڈئر نوری صاحب پنڈی کے زیر علاج ہیں۔ اس گاؤں کے حالات ایسے ہیں کہ اس بائیکاٹ کی وجہ سے ہمارے بچے اور بزرگ اور مستورات سب ہی حد سے زیادہ پریشان ہیں۔ بچوں کو سکول لانے لے جانے کے لئے باہر سے دوسرے گاؤں سے سوزوکی گاڑی تگنا زیادہ کرایہ دے کر حاصل کی ہے اور دوسرے ہمارے مرد اور عورتیں اور بچوں کو پیدل سردی گرمی بارش وغیرہ میں ۴ کلو میٹر جانا اور آنا پڑتا ہے۔ سودا سلف مانسہرہ یا ایبٹ آباد سے خرید کر سر پر اٹھا کر لانا پڑتا ہے اور اس کے علاوہ گاؤں کے اوباش اور شرپسندوں کی ہوٹنگ کا شکار ہوتے ہیں عرصہ تقریباً ۴ سال سے کچھ زیادہ اس گاؤں کے مختلف چوکوں میں ہمارے خلاف کپڑے پر نہ مٹنے والی سیاہی سے بینرز آویزاں کئے ہوئے ہیں جن پر نہایت ہی غلیظ قسم کے نعرے درج ہیں۔ حال ہی میں ہمارے گھاس کے پہاڑ جو عموماً تین چار ہزار میں فروخت ہوتے ہیں وہ کسی شرپسند نے جلا کر راکھ کر دئے۔ مزدور مزارع نہ ملنے کی وجہ سے زمین بیکار ہو جاتی ہے۔ مال مویشی نہیں رکھ سکتے کیونکہ کوئی مزدور نہیں ملتا اس بائیکاٹ اور ملاں کے لاؤڈ سپیکر نے ہماری زندگی اجیرن کر رکھی ہے۔ جان کے لئے بھی ہر وقت خطرہ رہتا ہے۔ معمولی کام کے لئے مستری اور مزدور دوسرے گاؤں سے اجرت دے کر لانے پڑتے ہیں۔

خاکسار کو اکتوبر ۱۹۹۲ء میں ڈیوٹی کے دوران ہسپتال کے احاطے سے دس پندرہ لڑکے جو کہ ختم نبوت یوتھ فورس کے کارکن تھے زبردستی اٹھا کر لے گئے اور ایک مقامی ہوٹل میں بند کر کے گن پوائنٹ پر احمدیت سے بیزاری کے دستخط کرانا چاہتے تھے اور بانی احمدیت کو برا بھلا لکھ کر اس پر دستخط لینا چاہتے تھے میرے انکار پر انہوں نے مجھے مارا پیٹا اور دفعہ 107/151 میں حوالات میں بند کرا دیا۔ وہاں سے جناب امیر صاحب ہزارہ ڈاکٹر اسلم جہانگیری اور مربی سلسلہ جناب اصغر علی شاہین اور ایبٹ آباد کے قائد صاحب ڈاکٹر ناصر احمد تنولی کی تگ و دو کے بعد رہائی ضمانت پر ہوئی۔ خاکسار کے خلاف احمدیت کی وجہ سے مخالفت میں انتہا ہو گئی تھی جبکہ میرے پورے گھر والوں کے خلاف 298-c/pcc کا مقدمہ ہائی کورٹ میں چل رہا ہے۔

۱۹۹۱ء میں ہمارے ضلعی امیر صاحب کی اہلیہ کی وفات کے بعد ان کا جنازہ بہشتی مقبرہ لے کر جا رہے تھے تو ان کو منڈی بہاؤالدین کے نزدیک نہر اپر جہلم میں حادثہ پیش آیا اس میں ہمارے گاؤں کے چار نوجوان شہید ہو گئے جن میں خاکسار کے بڑے حقیقی بھائی انیس احمد صاحب بھی شہید ہو گئے جو کہ قطعہ شہداء ربوہ میں مدفون ہیں۔

داتہ کے احمدیوں کو راہ مولیٰ میں جو قربانیاں پیش کرنے کی توفیق اور سعادت مل رہی ہے یہ اللہ تعالیٰ کا فضل و احسان ہے کہ اس نے سب کو ثبات قدم بخشا ہے۔ تمام احباب سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ یہ قربانیاں قبول فرمائے۔ اور وہ دن جلد لائے جب لوگ سچائی کو پہچان کر قبول کریں۔

پابندی

کہیں پہ حُسن کہیں پر ادا پہ پابندی
کہیں پہ عشق کہیں پر وفا پہ پابندی
وہ کر رہے ہیں تعیّن میرے عقیدے کا
لگا کے سوچ پہ پہرہ رضا پہ پابندی
نہ کر سکے گا جہاں کُفر پر ہمیں مجبور
لگا سکے گا نہ دل کی صدا پہ پابندی
بھٹکنا ہو گیا شاید نصیب میں اِن کے
ہر ایک مصلح ہر اک راہنما پہ پابندی
جو جتنا جھوٹ کہے اتنا معتبر ہے یہاں
ہے میرے شہر میں صدق و صفا پہ پابندی
نظر اندھیروں سے مانوس کیوں نہ ہو جائے
لگی ہوئی ہے جو ہرسُو ضیا پہ پابندی
وہ کر رہے ہیں اُدھر جھوٹ مجھ سے ہر منسوب
ادھر لگی ہے مرے مُدعا پہ پابندی
میں کس طرح ترے روضے پہ مصطفیٰؐ پہنچوں
میرے لئے ہے ہر اک راستا پہ پابندی
میرے خلوص پہ تہمت میرے یقین پہ شک
میری پکار میری التجا پہ پابندی
ہے جرم عشقِ محمدؐ ترے لئے خورشید
ہے ترے واسطے ذکر خدا پہ پابندی

(مبشر خورشید۔ ٹیکسلا، پاکستان)

TOWNHEAD PHARMACY

31 Townhead Kirkintilloch

Glasgow G66 1NG

☆......☆......☆

FOR ALL YOUR

PHARMAECUTICALS NEEDS

Tel: 0141-211-8257

Fax: 0141-211-8258

THOMPSON & CO SOLICITORS

Consult us for your legal requirements such as Immigration & Nationality, Conveyancing & Employment, Welfare Benefits, Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings,, Wills & Probate, Criminal Litigation

Contact: Anas Ahmad Khan

204 Merton Road London SW18 5SW

Tel: 0181-333-0921 \ 0181-448-2156

Fax: 0181-871-9398

بس یہی میری دنیا!!

(ڈاکٹر میاں محمد طاہر۔ پورٹ لینڈ، امریکہ

مشرقی معاشرے میں توجہ کا مرکز ماں باپ کے لئے ان کی اولاد رہی ہے۔ وہ ہر طرح کی تکلیف و مصائب برداشت کرتے اور کوشش کرتے ہیں کہ ان کی اولاد نہ صرف اعلیٰ تعلیم حاصل کرے بلکہ وہ ان کے لئے ہر قسم کا آرام و آسائش مہیا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ماں شدید بھوک کے باوجود اپنے منہ کی بجائے اپنے بچوں کے منہ میں لقمہ ڈالنے کی کوشش کرتی ہے۔ اپنے تن کی بجائے بچوں کے تن کو ڈھانپنے کی کوشش کرتی ہے۔ اسی طرح باپ کولہو کے بیل کی طرح کمائی میں جتا رہتا اور کوشش کرتا ہے کہ اس کا پیسہ اس کی اولاد کی بہتری و بہبودی میں خرچ ہو۔ وہ لوگ جن کے ہاں پیسے اور مال کی بہتات تھی ان کی توجہ کا مرکز بھی اولاد تھی۔ عموماً ان لوگوں کی اولاد اپنے ماں باپ کی قربانیوں سے خوب آگاہ ہوتی بعد میں جب والدین بڑھاپے کو پہنچتے تو ان کی اولاد عموماً ان کی خدمت میں پیش پیش رہتی۔

یہ تو معاشرے کا بہترین منظر تھا لیکن اس کے گھناؤنے رخ بھی تھے۔ جس میں ماں باپ کی تمام قربانیوں کے باوجود اولاد نے ان کو ہر قسم کے آرام سے محروم رکھا۔ کبھی تو اولاد نے اپنی خود غرضی، بدتمیزی اور بدتہذیبی سے ایسا کیا اور کبھی اپنی بیوی کی وجہ سے جس کی اپنی ساس سسر سے نہ بن سکی اور نہایت خود غرضی کی وجہ سے خاوند سے لے کر جذبات اور مال کو اپنے لئے وقف کر لیا اور بوڑھے والدین کو محبت کے الفاظ سے لے کر دنیاوی آسائش و آرام تک سے محروم کر دیا۔

مشرقی معاشرہ میں جب خاندان اکٹھا رہتا تھا تو افراد کی ایک ہی گھر میں سکونت کی وجہ سے بوڑھے ہونے والوں کی دیکھ بھال میں کوئی مشکل نہ پیش آتی بلکہ وہ اپنی بزرگی کی وجہ سے مرجع خلائق رہتے۔ ہر فرد، ہر نیا دولہا، دلہن ان سے دعائیں لینے کے لئے حاضری دیتے۔ بڑے فیصلے ان کی مرضی اور منظوری کے بغیر نہ کئے جاتے۔ لیکن آہستہ آہستہ تقریباً پچھلے سو برس میں بہت سی نیک روایات بدلنے لگیں۔ مغربی تہذیب کی اندھی تقلید، خود غرضی، مطلب پرستی اور قرآن مجید کے احکامات سے بے پرواہی بڑھتی گئی۔ اور اس طرح مغرب کی بُری باتیں کچھ اس بھونڈے طریقے سے مشرق میں بھی داخل ہو گئیں کہ نہ تو وہ مشرقی تہذیب رہی اور نہ ہی مغرب کی بن سکی۔

مغربی معاشرہ میں بوڑھے، ضعیف، بیمار والدین کو نرسنگ ہومز میں بھیج دیا جاتا ہے۔ وہاں پر ان پر کیا گزرتی ہے اور ان کے جذبات کیا ہوتے ہیں!؟

کچھ عرصہ ہوا نیوز ویک (Newsweek) رسالہ میں ایک تحریر شائع ہوئی جس کا عنوان "اب میری دنیا" تھا۔ یہ بہت ہی درد انگیز، قابل فکر تحریر ہے اور اس میں نصیحت حاصل کرنے والوں کے لئے بہت سے سبق پنہاں ہیں۔ اس تحریر کا ترجمہ قارئین کی دلچسپی کے لئے پیش کر رہا ہوں۔ اس کو لکھنے والی ایک خاتون ہیں جن کا نام Ana Mae Halgrim Seaver ہے۔ اس تحریر کا دوسرا عنوان "نرسنگ ہوم کی اندرونی دنیا" تھا۔ مضمون نگار لکھتی ہیں:

"یہی بس اب میری دنیا ہے۔ اور سب یہی ہے جو کچھ کہ بچا ہے۔ میں بوڑھی ہو چکی ہوں اور میری صحت اب ویسی نہیں جیسی کہ کبھی ہوا کرتی تھی۔ میں کوئی شکایت نہیں کرتی لیکن میں اس سے خوش بھی نہیں ہوں۔ جو کچھ بھی ہے میں نے اس پر صبر و شکر کر لیا ہے۔ کبھی کبھار میرے گھرانے کا کوئی فرد مجھے ملنے کے لئے آجاتا ہے۔ کبھی کبھی ان میں سے کوئی ایک چند پھول اور کبھی کبھار کوئی تحفہ بھی لے آتا ہے۔ وہ تھوڑی دیر میرے پاس بیٹھتے ہیں اور اس کے بعد نرسنگ ہوم کی باہر کی دنیا کی گہما گہمی میں شامل ہو جاتے ہیں اور یہاں میں پھر تنہا رہ جاتی ہوں۔

میرے علاوہ اس بلڈنگ میں اور بھی لوگ رہتے ہیں۔ کچھ کا قیام لمبا ہے اور انہیں موت ہی یہاں سے نکالتی ہے۔ اور دوسرے وہ لوگ ہیں جو بیماری سے صحت یاب ہونے کے لئے آتے ہیں۔ کسی کی ٹانگ ٹوٹ گئی تھی اس پر آپریشن کیا گیا اور اس کے بعد پہیوں والی کرسی میں بٹھا کر اسے یہاں بھیج دیا گیا۔ بعض پر دل کا حملہ ہوا تھا اور وہ مکمل صحت یابی کے لئے یہاں بھیج دئے گئے۔ جب یہ لوگ ٹھیک اور صحت یاب ہو جاتے ہیں تو پھر اپنے اپنے گھروں کو واپس چلے جاتے ہیں۔ کچھ لوگوں کو اپنے سفر کا خوب علم ہے اور کچھ ایسے ہیں کہ وہ آگاہ ہی نہیں ہیں۔ کچھ لوگوں کی یادداشت اور حافظہ ایلزہائمر بیماری (Alzheimer Disease) کی وجہ سے باقی نہیں رہا اور مکمل طور پر ختم ہو چکا ہے۔ ہم ہر روز ان کی نہ ختم ہونے والی بے معنی باتیں سنتے ہیں جنہیں وہ ہر روز دہراتے ہیں۔ وہی سوال بار بار پوچھتے ہیں کہ جن کا جواب ہم دے چکے ہوتے ہیں۔ ہر روز جب ان سے ملتے ہیں تو ہماری ملاقات ہر بار نئے سرے سے ہوتی ہے۔ جب یہ لوگ اپنی کہانی دہرانا شروع کرتے ہیں تو ہم ادب اور مسکراہٹ کے ساتھ سر کو ہلاتے ہوئے خاموش رہتے ہیں۔ میری کہانی کبھی بھی سننے کے لئے تیار نہیں ہوتے اس لئے میں نے بھی کبھی کوشش نہیں کی۔ یہاں ملازمین اگرچہ بہت محنت سے کام کرتے ہیں اور بنیادی طور پر اچھے لوگ ہیں لیکن یہ لوگ آتے جاتے رہتے ہیں، کوئی بھی جم کر کام نہیں کرتا۔

بچپن سے ہی مجھے اپنے کپڑوں کی صفائی کا بہت خیال تھا اور مجھے پیشاب پر مکمل کنٹرول تھا لیکن اب نہیں رہا اس لئے مجھے Diaper (یعنی تولیہ لنگوٹ) کی طرح باندھ دیا گیا ہے۔ لیکن بچپن میں اور اب میں فرق ہے کہ اب مجھے احساس ہے اور کپڑوں کے گندے ہو جانے پر شرمندگی محسوس کرتی ہوں۔ بچپن میں تو اس کا کوئی احساس نہ تھا۔ میرے تین بچے تھے اس لئے مجھے احساس ہے کہ پوتڑوں کو صاف کرنا کوئی خوشگوار کام نہیں ہے۔ مجھے یاد ہے کہ میرے شوہر کبھی کبھی بچوں کے پوتڑوں کو صاف کرنے سے پہلے ناک پر کپڑا باندھ لیا کرتے تھے۔ کاش آج میرے پاس بھی ناک پر باندھنے والا کپڑا موجود ہوتا۔

مجھے کچھ سمجھ نہیں آتی کہ یہ ہماری نگہداشت کرنے والے لوگ مجھ سے بچوں کے لہجے میں کیوں بات چیت کرتے ہیں۔ میں انگریزی زبان اچھی طرح سے سمجھتی ہوں۔ میں نے پڑھانے میں ڈگری لی تھی۔ اور پھر میوزک میں بھی ڈگری حاصل کی تھی۔ میں سند یافتہ استانی ہوں۔ اس کے باوجود ایسے الفاظ میں مجھ سے بات چیت کی جاتی ہے کہ جیسے "ر" کو "ل" بولا جاتا ہے اور "ل" کو "ر"۔ اور بعض اوقات سوچتی ہوں کیا میرے بچوں کو بھی یہی احساس ہوتا تھا جو مجھے آج ہو رہا ہے۔

اگرچہ میرے کانوں کی شنوائی کم ہو گئی ہے لیکن کانوں پر سننے کا آلہ لگانے کے بعد میری شنوائی سو فیصدی ٹھیک ہو گئی ہے۔ اس کے باوجود لوگ اپنا چہرہ میرے چہرے کے سامنے لے آتے ہیں اور پھر آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر زور سے بولنے کی کوشش کرتے ہیں جیسے کہ میں بہری ہوں۔ اگرچہ بعض اوقات میری توجہ کہیں ماضی میں کھو جاتی ہے لیکن پھر بھی اونچی آواز میں بولنے کی تو کوئی ضرورت نہیں ہے۔ کئی مرتبہ میں نے سوچا کہ میں اپنے جذبات کا اظہار کرتے ہوئے ان کو اس طرح چیخنے چنگھاڑنے سے روکوں۔ چنانچہ میں نے بھی ایک مرتبہ اونچی آواز میں بات کی لیکن اس کے بعد ان لوگوں نے میرا نام نڑیل رکھ دیا۔ میرے بچوں نے مجھے کبھی بھی آواز کو اونچا کرتے نہیں سنا تھا۔ میں ہمیشہ اس سے ان کو منع کرتی تھی۔ میں نے کئی مرتبہ نرسنگ ہوم کے سرکردگان سے شکایت بھی کی کہ ملازمین کو اونچی آواز سے بات چیت نہیں کرنا چاہئے۔ لیکن ان کے ہاں سے ہمیشہ صرف ایک جواب ملا کہ ہم کوشش کر رہے ہیں کہ آپ کی شکایت رفع ہو جائے۔

میری بڑی خواہش ہے کہ میں پھر کبھی کسی اچھے ریستوران میں کھانا کھانے کے لئے جاؤں۔ تفریح کی خاطر دوسرے شہروں کا سفر اختیار کروں۔ اتوار کی صبح کو تیار ہو کر اپنے چرچ میں جاؤں اور باقی لوگوں کے ساتھ مل کر حمد کے گیت گاؤں۔ اور پھر کبھی کبھی اپنے پرانے ملنے والوں کے گھر جاؤں۔ بہت سے ملنے والے تو اب مر چکے ہیں اور کچھ میری طرح ہیں جنہیں ان کے بچوں نے نرسنگ ہوم میں داخل کروا دیا ہے۔ کبھی کبھی یہ بھی خواہش ہوتی ہے کہ میں کسی کے ساتھ برج کی گیم کھیلوں لیکن یہاں تو کوئی بھی ایسا نہیں ہے جو پوری توجہ سے کھیل سکے۔

میرے بچوں نے یہاں مجھے میری بہتری کے لئے ہی داخل کروایا ہو گا۔ انہوں نے مجھے کہا تھا کہ وہ بڑی باقاعدگی سے مجھے بار بار ملنے کے لئے آیا کریں گے۔ لیکن ان کی اپنی مصروفیات ہیں اور پھر یہ بات بھی تو ٹھیک ہی ہے کہ میں ان پر بوجھ بننا نہیں چاہتی۔ لیکن میری خواہش ہے کہ وہ میرے پاس زیادہ آئیں۔ میں بہت تنہا ہوں۔ ایک بیٹا تو اسی شہر میں رہتا ہے وہ شاید جتنی مرتبہ آسکتا ہے آتا ہے۔

یہاں میری ذاتی زندگی کوئی نہیں ہے۔ جس کمرے میں اب رہ رہی ہوں اس کا دروازہ جب بھی کوئی چاہتا ہے کھول کر آجاتا ہے اور دروازہ کھٹکھٹانے یا اجازت لینے کی تکلیف گوارا نہیں کرتا اور اگر میں کچھ لکھنے بیٹھتی ہوں تو پرواہ کئے بغیر ادھر اُدھر کام کرنا شروع کر دیتے ہیں جیسے میری کوئی ہستی ہی نہیں ہے۔ میں کیا انہیں دکھائی نہیں دیتی۔ کیا میں اپنی خودداری اور عزتِ نفس مکمل طور پر کھو چکی ہوں۔ اگر یہ سلوک ان لوگوں کے ساتھ کیا جائے تو کیا ہو گا۔ میں بھی ایک انسان ہوں۔ کاش مجھ سے سب لوگ ایک انسان کی طرح سلوک کریں۔ جیسے میں بھی ان میں سے ایک ہوں۔ کھانا تو ملتا ہے لیکن ایسا نہیں کہ میں اسے اپنے لئے چنوں۔ کھانا بدل بدل کر تو دیا جاتا ہے لیکن چننے کا حق نہیں دیا جاتا۔ میں بھی ان خوش قسمتوں میں سے ہوں جو ابھی اپنے ہاتھوں سے چمچہ، چھری اور کانٹا سے کھانا کھا سکتی ہوں۔ مجھے یاد ہے کہ جب میں چھوٹی تھی اور ملک کی مالی حالت خراب تھی تو تب میں نے اس قسم کے ادنیٰ چھری کانٹے استعمال کئے تھے۔ تب ہی میں نے اپنے دل میں تہیہ کر لیا تھا کہ میں بہت محنت کروں گی اور کبھی بھی ادنیٰ قسم کی چیزیں استعمال نہیں کروں گی۔

آج کل میں پہیوں والی کرسی میں بیٹھی ہوں۔ جو بھی اس قسم کی کرسی میں کبھی بیٹھا ہے اسے معلوم ہو گا کہ یہ کوئی آرام دہ کرسی نہیں ہے۔ یہ کرسی مضبوطی سے جسم کے نچلے حصے کو جکڑ لیتی ہے اور بازوؤں کو رکھنے والے حصے بھی بہت چھوٹے اور تنگ ہوتے ہیں۔ ایسی کرسیوں میں دیر تک بیٹھنا نہایت تکلیف دہ ہوتا ہے اور بازو بار بار نیچے گر جاتے ہیں۔ میں تو خوش قسمت ہوں لیکن بعض کو تو یہ لوگ کرسی سے باندھ دیتے ہیں تاکہ وہ گرنے نہ پائیں۔ اور پھر وہ انہیں ٹی وی کے سامنے تنہا چھوڑ دیتے ہیں۔ وہ اس طرح کرسی کی قید میں بندھے ہوئے ہر قسم کے شو دیکھنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔

یہاں کا ایک مکین آج چل بسا۔ وہ بالکل تنہا تھا۔ اسے کوئی بھی ملنے کے لئے نہیں آتا تھا۔ کچھ عرصہ کی بات ہے اس نے اپنا کاروبار شروع کیا تھا۔ آہستہ آہستہ کمپنی کا کاروبار خوب پھیل گیا اور وہ کروڑوں کا مالک ہو گیا۔ اس کے بچوں نے اسے بھی اسی نرسنگ ہوم میں داخل کروا دیا تھا۔ اسے اپنے پیشاب پاخانے پر کنٹرول نہیں تھا۔ وہ ہم لوگوں سے بات چیت نہیں کرتا تھا۔ عموماً وہ یہاں کام کرنے والوں سے بڑی سختی سے پیش آتا تھا جیسے یہ سب اس کے ذاتی ملازم ہوں۔ ایک دن اس پر مایوسی مکمل طور پر حاوی ہو گئی اور پھر وہ یونہی مر گیا۔ سٹاف نے اس کا کمرہ صاف کر دیا ہے۔ دھلی ہوئی چادریں بچھ گئی ہیں اور اب اُس میں ایک اور آدمی آبسا ہے۔ یہاں کا روزانہ کا معمول کچھ ایسا ہی ہے۔

میرے کمرے میں دو بستر ہیں۔ دوسرے بستر پر ایک عورت ہے جو سانس کی تکلیف کی مریضہ ہے۔ اسے یہ تکلیف برسوں کی مسلسل سگریٹ نوشی کی وجہ سے ہوئی ہے۔ صبح سویرے اس کے کھانسنے کی وجہ سے آنکھ کھل جاتی ہے۔ پھر تھوڑی دیر بعد نہلانے اور صفائی کرنے والی عورت آتی ہے۔ پھر مجھے پہیوں والی کرسی پر بٹھا دیا جاتا ہے۔ کرسی میں بیٹھنے کے چھ یا سات منٹ بعد ناشتہ ملتا ہے۔ ناشتہ کھانے کے کمرے میں دیا جاتا ہے۔ اس نرسنگ ہوم کے زیادہ تر مکین انہیں کرسیوں میں ہی زندگی گزارتے ہیں۔ کچھ چھڑی کے سہارے بھی چلتے ہیں۔ بعض تمام دن اسی سوچ میں گزار دیتے ہیں کہ وہ کسی کے منتظر ہیں۔ اب کوئی نہیں آئے گا۔ ناشتہ کے بعد صرف تین گھنٹے اور ۲۶ منٹ بعد پہلا کھانا ملے گا۔ بعض یہی سوچ کر کھانے کے کمرے کے گرد ہی بیٹھے رہتے ہیں کہ وہ اپنے کمرے میں جا کر کیا کریں گے۔ آج کیا دن ہے۔ آج کا دن کل کے ساتھ جڑا ہوا ہے۔ ایک تسبیح کے دانوں کی طرح۔ پھر تاریخ اور مہینہ کے بھی تو کوئی معنی نہیں ہیں۔ آج ٹی وی ہی دیکھوں گی۔ ایک شو اور دوسرے شو میں کیا فرق ہے۔ کسی کے خاوند کی پریشانی کسی کو بچوں کی مشکلات، کوئی ہے تو گرل فرینڈ کو رو رہا ہے۔ کسی کو کپڑوں کے رنگ میچ کرنے میں مشکل پیش آرہی ہے۔ مجھے ان سب کی کیا پرواہ ہے۔ کوئی اپنی ساس سے اور کوئی بیوی سے اپنی جمع شدہ قیمتی چیزوں پر تبصرہ کر رہا ہے مگر مجھے ان سے کیا غرض۔

تھوڑی دیر میں دوپہر کے کھانے کا وقت ہو جائے گا۔ کچھ ابلے ہوئے مٹر۔ تھوڑی سی پڈنگ اور تھوڑی سی کوئی اور چیز ہو گی۔ اسی وجہ سے تو میرا وزن گر رہا ہے۔ اب میں اپنے کمرے میں جا رہی ہوں۔ شاید تھوڑی سی نیند آجائے۔ مجھے اب تھوڑی دیر کے لئے سو جانا چاہئے۔ آج شاید کوئی ملنے کے لئے آئے۔ آج کیا دن ہے۔ دوپہر کے بعد کا وقت آہستہ آہستہ رینگتا ہوا شام ہو جاتا ہے۔ یہ وقت میرا بہت پسندیدہ وقت ہوا کرتا تھا۔ دن بھر کا کام ختم ہو جاتا تھا۔ میں اپنے جوتے اتار کر کافی کا کپ لے کر میز پر پاؤں رکھ کر صوفے پر بیٹھ جاتی تھی۔ میرا شوہر کوک کی بوتل کھول کر میرے پاس بیٹھ جاتا تھا۔ وہ بھی جا چکا اور میری صحت!! اب بس کل کی بات ہے۔ یہ میری دنیا ہے۔

مسز Anna Mae Halgrim Seaver جو Visconsim میں Wauwatosa میں رہا کرتی تھی۔ مارچ کے مہینے میں فوت ہو گئیں۔ ان کے لڑکے کو یہ کاغذ ان کے کمرے سے ملا تھا۔

☆......☆......☆

جماعت احمدیہ گھانا کے ۶۹ویں جلسہ سالانہ کا کامیاب انعقاد

باجماعت نمازوں اور دعاؤں کے روح پرور پاکیزہ ماحول میں مثالی نظم وضبط کے ساتھ ۴۰ ہزار سے زائد افراد کی شمولیت

ملک کے صدر عزت مآب جے۔جے۔ رولنگز اور دیگر سرکردہ افراد کی شرکت اور جماعت احمدیہ کی خدمات کو خراج تحسین

(رپورٹ مرتبہ: قریشی داؤد احمد ۔ مبلغ سلسلہ)

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت ہائے احمدیہ گھانا کا ۶۹ واں جلسہ سالانہ مؤرخہ ۱۸، ۱۹ اور ۲۰ دسمبر ۱۹۹۷ء بروز جمعرات، جمعہ اور ہفتہ کامیاب انعقاد کے ساتھ اختتام پذیر ہو گیا۔ الحمد للہ

معزز مدعوین:

امسال جلسہ سالانہ میں عزت مآب جناب جیری جان رولنگز (Hon.J.J.Rawlings) پریذیڈنٹ آف دی ریپبلک آف گھانا نے شرکت فرمائی۔ صدر مملکت کے علاوہ جن اہم شخصیات نے جلسہ میں شرکت کی ان کے نام یہ ہیں:

۱۔ آنریبل الحاج مہاما ادریسو، وزیر دفاع
۲۔ آنریبل ایڈورڈ صالح، وزیر ٹرانسپورٹ وروڈز
۳۔ آنریبل ایم۔اے۔ سعیدو، وزیر مملکت
۴۔ آنریبل Nii Okaija Adamafio، وزیر داخلہ
۵۔ آنریبل ملک الحسن یعقوب، ممبر پارلیمنٹ
۶۔ آنریبل الحسن ڈاذی، ممبر پارلیمنٹ
۷۔ مسٹر یوسف علی، چیئرمین N.D.C. (حکومتی پارٹی)

ان کے علاوہ بعض ممالک کے سفیر یا ان کے نمائندگان بھی تشریف لائے جن میں آئیوری کوسٹ کے سفیر صاحب، ٹوگو کے سفیر کے سیکرٹری صاحب، اور روسی سفارت خانہ کے فرسٹ سیکرٹری صاحب قابل ذکر ہیں۔ علاوہ ازیں بہت سے علاقوں کے پیراماؤنٹ چیفس، مسلمان فرقوں کے نمائندگان، اماموں اور عیسائی فرقوں کے نمائندگان نے بھی جلسہ میں شرکت کی۔

وولٹا ریجن کے علاقہ کے ایک پیراماؤنٹ چیف کے نمائندہ نے بھی جلسہ میں شرکت کی۔ یہ پہلا موقعہ ہے کہ اس علاقہ کے چیف کے نمائندہ نے ہمارے جلسہ میں شرکت کی۔

حسب سابق امسال بھی جلسہ سالانہ کا انعقاد جماعت ہائے احمدیہ گھانا کی اپنی جلسہ گراؤنڈ "بستان احمد" میں ہوا۔ جلسے کے انعقاد سے تین ماہ قبل جلسہ گراؤنڈ "بستان احمد" میں صفائی وغیرہ کا کام وقار عمل کے ذریعہ شروع کیا گیا۔ جلسہ کے انعقاد سے ایک ماہ قبل خصوصی طور پر وقار عمل کا سلسلہ شروع کیا گیا۔ گریٹر اکرا ریجن کے انصار، خدام، لجنات اور اطفال و ناصرات نے خصوصی طور پر ان وقار عملوں میں حصہ لیا۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء

مزید برآں ملک کے دوسرے ریجنز سے بھی خدام، انصار اور لجنات وقار عمل میں شمولیت کے لئے آتے رہے۔ امسال بھی جلسہ سالانہ کے کاموں کو مختلف شعبہ جات کے سپرد کیا گیا تھا اور ہر شعبہ کے لئے ایک ناظم مقرر تھا جن میں مندرجہ ذیل شعبہ جات قابل ذکر ہیں۔

۱۔ خوراک، ۲۔ پانی، ۳۔ بجلی، ۴۔ سٹیج، ۵۔ استقبال، ۶۔ حفاظت، ۷۔ تزئین، ۸۔ صفائی، ۹۔ لاؤڈ سپیکر، ۱۰۔ ایم ٹی اے، ۱۱۔ رہائش، ۱۲۔ صحت، ۱۳۔ ٹرانسپورٹ، ۱۴۔ گمشدہ اشیاء۔

جلسہ کا خصوصی Theme:

امسال جلسہ سالانہ کے لئے یہ Theme مقرر کیا گیا تھا:

"Superstition a hindrence to National Development"

"توہم پرستی قومی ترقی کی راہ میں ایک رکاوٹ"

جلسہ سالانہ کی ابتداء مورخہ ۱۸ دسمبر بروز جمعرات نماز تہجد سے ہوئی۔ نماز تہجد کے بعد خاکسار (قریشی داؤد احمد) نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات کی روشنی میں جلسہ سالانہ کی اہمیت کے بارہ میں درس دیا۔ نماز فجر کے بعد مکرم امیر صاحب نے جلسہ سالانہ کی اہمیت اور جلسہ کے انتظامات کے بارہ میں مختصر خطاب فرمایا۔

جلسہ سالانہ کے بقیہ دنوں کا آغاز بھی نماز تہجد سے ہوتا رہا اور حسب دستور نماز تہجد اور نماز فجر کے بعد مرکزی مبلغین مختلف موضوعات پر درس دیتے رہے۔

صدر مملکت کی شرکت:

جلسہ سالانہ کی باقاعدہ تقریبات کا آغاز بروز جمعرات ۱۸ دسمبر صبح ۱۱ بجے صدر مملکت عزت مآب جناب جیری جان رولنگز (Hon. J.J.Rawlings) کی سٹیج پر آمد سے ہوا۔ سٹیج پر آمد سے قبل حسب روایت صدر مملکت نے مجلس خدام الاحمدیہ گھانا کی طرف سے پیش کردہ گارڈ آف آنر کا معائنہ کیا۔ صدر مملکت کی آمد صبح دس بجے متوقع تھی۔ چنانچہ تمام حاضرین جلسہ ۹ بجے اپنی جگہوں پر بیٹھ گئے اور بڑے صبر و تحمل سے صدر مملکت کی آمد کا انتظار کرنے لگے۔ اس چیز کا صدر کے حفاظتی عملے پر بہت اثر ہوا جس کا انہوں نے بعض مواقع پر اظہار بھی کیا۔

صدر مملکت کی آمد پر تمام حاضرین نے کھڑے ہو کر نعرہ ہائے تکبیر اور دیگر نعروں سے ان کا استقبال کیا۔ جن کا صدر نے جواب دیا۔ جس کے بعد حسب روایت "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" بلند آواز اور ترنم سے پڑھا گیا۔ چنانچہ صدر مملکت بھی احتراماً اتنی دیر تک کھڑے رہے۔

پہلے اجلاس کے چیئرمین نائب امیر اول Mr.Nurud-deen Adumatta نے لوا کئے۔ انہوں نے صدر مملکت کو جماعت کی طرف سے خوش آمدید کہا اور حاضرین سے صدر مملکت کا تعارف کروایا۔ جس کے بعد تلاوت قرآن مجید ہوئی۔ جو مکرم حافظ احمد جبرئیل سعید (نائب امیر سوم) نے کی۔ تلاوت قرآن کریم اور اس کے انگریزی ترجمہ کے بعد مکرم عبدالرشید ایوب صاحب سینئر سرکٹ مشنری نے حضرت مسیح موعودؑ کے عربی قصیدہ "یا عین فیض اللہ والعرفان" کے کچھ اشعار پڑھے اور ترجمہ پیش کیا۔ تلاوت اور نظم کے بعد مکرم امیر و مشنری انچارج مولانا عبدالوہاب آدم صاحب نے افتتاحی خطاب فرمایا۔

مکرم امیر صاحب نے اپنے خطاب میں صدر مملکت کو جلسہ سالانہ میں خوش آمدید کہا۔ انہوں نے ۱۹۸۹ء کے جلسہ سالٹ پانڈ میں، جہاں صدر مملکت تشریف لائے تھے کے موقع پر، صدر مملکت کی تقریر کے حوالے سے انہیں یاد دلایا کہ انہوں نے اپنی تقریر میں جماعت احمدیہ کے نظم و ضبط کے علاوہ ملکی خدمات کو سراہا تھا۔ آج بھی جماعت احمدیہ اپنی سابقہ روایات پر قائم ہے اور اس عرصہ میں جو مزید خدمات کرنے کی جماعت کو توفیق ملی ان کا ذکر کیا۔

مکرم امیر صاحب نے فرمایا کہ یہ عجیب بات ہے کہ جماعت احمدیہ دنیا میں بنی نوع انسان کی روحانی خدمت کے علاوہ صحت اور تعلیم کے میدان میں بھی خدمات بجا لا رہی ہے اور ہر ملک میں یہ جماعت سب سے زیادہ وفاداری کا مظاہرہ کرتی ہے پھر بھی اس جماعت کے ممبران کو پاکستان میں مظالم کا نشانہ بنایا جا رہا ہے۔ حالانکہ احمدیت نے اس قوم کو سر محمد ظفر اللہ خان صاحب، ڈاکٹر عبدالسلام صاحب اور کئی اہم خدمت گار دئے جنہوں نے ملک کی گراں قدر خدمات کیں۔

مکرم امیر صاحب نے کہا کہ براعظم افریقہ میں گیمبیا میں جماعت کی تیس سالہ عظیم اور بے لوث خدمات کے باوجود وہاں پر جماعت کی مخالفت میں حالات پیدا کئے جا رہے ہیں۔ مکرم امیر صاحب نے اس موقعہ پر گیمبیا کے حالات کے ضمن میں قومی میڈیا اور پریس کے کردار کو سراہتے ہوئے ان کا شکریہ ادا کیا کہ انہوں نے حقوق انسانی کے خلاف کی جانے والی کوششوں کے خلاف آواز اٹھائی۔ اس کے علاوہ مکرم امیر صاحب نے قرآن مجید کی آیات کی روشنی میں جلسہ سالانہ کے Theme کو مدنظر رکھتے ہوئے واضح کیا کہ کس طرح توہم پرستی قومی ترقی کی راہ میں رکاوٹ بن رہی ہے۔

صدر مملکت نے اپنے خطاب میں اول تو جماعت احمدیہ کا شکریہ ادا کیا کہ انہیں اس موقع پر مدعو کیا۔ نیز وہ جماعت کے انتظامات اور نظام سے بہت متاثر ہوئے جس کا انہوں نے اظہار کیا۔ نیز انہوں نے جلسہ کے Theme کی روشنی میں بعض مثالوں سے اس بات کی اہمیت کو واضح کیا کہ توہم پرستی قومی ترقی کی راہ میں کس حد تک رکاوٹ بن رہی ہے۔ انہوں نے کہا کہ توہم پرستی پوری قوم کا مسئلہ ہے چنانچہ انہوں نے قومی میڈیا اور پریس سے اپیل کی کہ وہ مکرم امیر صاحب کی تقریر کی وسیع پیمانے پر تشہیر کریں۔ صدر مملکت جلسہ کے انتظامات اور کارروائی سے ایسے متاثر تھے کہ وہ جب بھی مکرم امیر صاحب کے حوالہ سے کوئی بات کرتے تو مکرم امیر صاحب کے لئے "Our Leader" "ہمارے لیڈر" کا لفظ استعمال کرتے۔ اس طرح صدر مملکت ممبران جماعت کے نعرہ ہائے تکبیر اور دیگر نعروں سے اتنے متاثر ہوئے کہ انہوں نے نعرہ تکبیر کا لفظ ذہن نشین کر کے ایک موقع پر بلند آواز میں نعرہ تکبیر لگایا جس کے جواب میں جلسہ گاہ میں موجود تمام حاضرین نے اللہ اکبر کہہ کر اس کا جواب دیا...... یہ نظارہ بڑا ہی روح پرور تھا کہ ایک عیسائی ملک کا عیسائی حکمران نعرہ تکبیر بلند کر رہا ہے۔

صدر مملکت کے خطاب کے بعد مکرم امیر صاحب نے انہیں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے خاص طور پر بھجوائی جانے "الیس اللہ بکاف عبدہ" والی انگوٹھی اور کینیڈا جماعت کے جلسہ سالانہ میں حضور کے خطاب "Universal Moral Values ,Politics and World Peace" کی کاپی پیش کی۔ صدر مملکت نے یہ دونوں تحفے بڑے خلوص سے قبول کئے اور وہیں کھڑے ہو کر الیس اللہ بکاف عبدہ کی انگوٹھی پہنی اور ان تحفہ جات کے پیش کرنے پر مکرم امیر صاحب کا شکریہ ادا کیا۔

پہلا روز۔ دوسرا اجلاس:

پہلے روز کے دوسرے اجلاس کی کارروائی ۲۔۳۰ پر بعد دوپہر شروع ہوئی۔ اس اجلاس کے لئے مہمان خصوصی آنریبل ایڈورڈ صالح صاحب، وزیر ٹرانسپورٹ اور روڈز تھے۔ اور مکرم الحسن بن صالح صاحب نے صدارت کے فرائض سرانجام دئے۔ وزیر موصوف کے بارہ میں یہ بات دلچسپی کا باعث ہوگی کہ یہ دوست احمدیہ مسلم سیکنڈری سکول کماسی کے پڑھے ہوئے ہیں اور بڑے فخر کے ساتھ اس بات کا ذکر کرتے ہیں بلکہ وہ اکثر کہتے ہیں کہ انہیں جو مقام بھی ملا ہے وہ اس کے مرہون منت ہے کہ وہ احمدیہ سیکنڈری سکول کے تعلیم یافتہ ہیں۔ باوجودیکہ یہ دوست عیسائی ہیں تاہم جماعت کو بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔

تلاوت قرآن کریم اور نظم کے بعد مکرم عبداللہ ناصر بوانگ ریجنل ڈائریکٹر ایجوکیشن، اشانٹی ریجن و ممبر نیشنل مجلس عاملہ نے "ظہور امام مہدی" کے عنوان سے تقریر کی۔ ان کی تقریر کے بعد آنریبل ملک الحسن یعقوب، ممبر پارلیمنٹ و ممبر نیشنل مجلس عاملہ نے "جلسہ سالانہ U.K. 1997 کے بارہ میں میرے تاثرات" کے عنوان سے تقریر کی۔ اس کے بعد وزیر موصوف (مہمان خصوصی) نے خطاب کیا۔ انہوں نے جلسہ کے Theme کی روشنی میں توہم پرستی کو مدنظر رکھتے ہوئے مختلف زاویہ ہائے نگاہ سے بیان کیا کہ توہم پرستی کس طرح اور کس حد تک قومی ترقی کو متاثر کر رہی ہے۔ انہوں نے جماعت احمدیہ کا شکریہ ادا کیا کہ جماعت نے اس اہم موضوع کو جلسہ سالانہ کے لئے Theme کے طور پر منتخب کیا۔

وزیر موصوف کو جماعت احمدیہ گھانا کی طرف سے شائع شدہ کیلنڈر ۱۹۹۸ء اور کینیڈا جماعت کے جلسہ سالانہ کے موقع پر حضور ایدہ اللہ کے خطاب کی ایک کاپی تحفۃً پیش کی گئی۔

شبینہ اجلاس:

مورخہ ۱۸ دسمبر بروز جمعرات نماز مغرب وعشاء کے بعد مکرم ریجنل پریذیڈنٹ صاحب سنٹرل ریجن، Nana Muhammad Ogyefo Yena کی صدارت میں شبینہ اجلاس کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ تلاوت کے بعد مکرم ابراہیم بی کے بونسو صاحب سینئر سرکٹ مشنری نے دعوت الی اللہ اور ہماری ذمہ داریوں کے عنوان سے تقریر کی۔ اس تقریر کے بعد مکرم معلم سعید آدم گیانے "حج بیت اللہ کی سعادت اور میرے تاثرات" کے عنوان سے تقریر کی۔

یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ امسال تقریباً ۳۰ کے قریب احمدی احباب کو حج بیت اللہ کی سعادت نصیب ہوئی۔ گھانا میں "وا" کے علاقہ کے لوگ جماعت کے احباب کو حج پر جانے سے روکنے کی ہمیشہ کوشش کرتے ہیں اور بعض اوقات سعودی عرب کے سفارتخانہ میں جا کر احمدیوں کی نشاندہی کرتے ہیں۔

مکرم معلم سعید آدم گیا جن کا تعلق "وا" سے ہے نے بتایا کہ امسال حج کے موقع پر سعودی عرب میں مقیم بعض گھانین غیر احمدی مسلمان طلباء نے جو زیادہ تر "وا" سے تعلق رکھتے ہیں ایک میٹنگ بلائی اور اپنے لوگوں کو سمجھایا کہ ہم خواہ مخواہ اپنے علاقہ کے احمدیوں سے جھگڑتے ہیں اور انہیں حج سے روکنے کی کوشش کرتے ہیں حالانکہ یہاں تو وہ لوگ بھی حج کرنے آتے ہیں جن کی آذان بھی مختلف ہے۔ اس لئے آئندہ سے احمدیوں کو حج سے روکنے کی کوشش نہ کی جائے اور اپنے علاقوں میں امن اور صلح سے رہیں۔

دوسرا روز۔ پہلا اجلاس:

مورخہ ۱۹ دسمبر، بروز جمعۃ المبارک باقاعدہ اجلاس کی کارروائی صبح دس بجے شروع ہوئی۔ اس اجلاس کے لئے مہمان خصوصی Mr.Nii Okaija Adamafo وزیر داخلہ تھے جبکہ اجلاس کی صدارت مکرم یوسف علی صاحب چیئرمین (NDC) حکومتی پارٹی نے کی۔ مکرم یوسف علی صاحب مختلف وقتوں میں مختلف شعبوں کے وزیر رہے ہیں۔ یہ بہت مخلص احمدی ہیں۔ اور انہوں نے ملک کی بہت سے رنگ میں ممتاز خدمات کی ہیں۔

تلاوت قرآن کریم اور نظم کے بعد مکرم مولوی محمد بن صالح صاحب نائب امیر دوم نے "مالی قربانی اور ہماری ذمہ داریاں" کے عنوان سے تقریر کی۔ اس تقریر کے بعد مہمان خصوصی نے خطاب فرمایا۔ انہوں نے مختلف شعبہ ہائے زندگی میں کی جانے والی جماعت کی کوششوں کو سراہنے کے علاوہ جلسہ کے Theme پر

جماعت کا شکریہ ادا کیا اور بحیثیت وزیر داخلہ توہمات کی وجہ سے پیدا شدہ مسائل اور اس کے ملک پر اثرات کے بارہ میں اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ مہمان خصوصی کو حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی کتاب "Universal Moral Values, Politics and World Peace" اور جماعت احمدیہ کی طرف سے شائع ہونے والا کیلنڈر ۱۹۹۸ء تحفۃً پیش کیا گیا۔

۳۰۔۱۲ پر مکرم امیر صاحب نے خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جس میں انہوں نے بتایا کہ اسلام کی بناء اور آنحضور ﷺ کی بعثت کا مقصد یہ تھا کہ لوگوں کا ایمان اللہ تعالیٰ پر مضبوط ہو اور ان کے گلوں میں رسومات اور توہمات کے جو طوق پڑے ہوئے ہیں ان کو اتار پھینکا جائے۔ عرب کی تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ وہ کئی قسم کی بدیوں میں مبتلا تھے نیز یہود بھی مختلف توہمات کی پیروی کرتے تھے۔ آنحضورؐ کے ذریعہ یہ معجزہ رونما ہوا کہ ان لوگوں کو پستی کی حالت سے اٹھا کر دنیا کا معلم بنا دیا۔ چنانچہ اِس وقت بھی اِسی قسم کی تعلیم کی ضرورت ہے کہ لوگوں کے ذہن توہمات اور بد رسومات سے خدا تعالیٰ کی طرف پھیرے جائیں۔

نماز جمعہ کے بعد ایک بجے تمام حاضرین جلسہ نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کا خطبہ جمعہ براہ راست بذریعہ سیٹلائیٹ ملاحظہ کیا اور سنا۔

نماز مغرب و عشاء کے بعد شبینہ اجلاس کی کارروائی مکرم ایس۔ بی۔ اسحاق، سینئر ہائی کورٹ رجسٹرار ٹمالے کی صدارت میں شروع ہوئی۔ اجلاس کی ابتداء میں حضور ایدہ اللہ کے سوال و جواب کی ایک مجلس منعقدہ جلسہ سالانہ یوکے ۱۹۹۷ء کا کچھ حصہ سنا گیا۔ جس کے بعد نومبایعین حضرات نے اپنے قبولیت احمدیت کے واقعات بیان کئے۔

نومبایعین کے ایمان افروز واقعات

یہ واقعات بہت دلچسپ اور ازدیاد ایمان کا موجب تھے۔ ان واقعات کا خلاصہ پیش خدمت ہے:

۱...... Nana Ibrahim Agyemang آف برونگ آہافو ریجن نے بیان کیا کہ "میں اپنے علاقہ میں بت پرستوں کا راہنما تھا اور میرا اپنا بت تھا۔ میں نے ایک عرصہ تک نہ صرف بت پرستی کی بلکہ خود Fitish Priest کے طور پر کام کرتا رہا۔ میں نے احمدیت ایک خواب کے ذریعہ قبول کی۔

میں نے خواب میں دیکھا کہ مجھے اسلامی لباس یعنی گاؤن پیش کیا گیا ہے اور ایک ٹوپی پہننے کو دی گئی ہے۔ اس کے بعد مجھے ایک خاتون ایک وسیع جگہ میں لے گئی جہاں بہت لوگ جمع تھے جنہوں نے سفید لباس پہنے ہوئے تھے۔ پھر مجھے ایک بادشاہ کے سامنے پیش کیا گیا۔ جس نے مجھے سونے کے تین بڑے ٹکڑے پیش کئے اور مجھے کہا کہ میں اپنا لباس اتار دوں لیکن اس خاتون نے جو مجھے ساتھ لے کر آئی تھی اشارۃً کہا کہ میں یہ پیشکش قبول نہ کروں۔ تب میں نے وہ پیش کش مسترد کر دی۔ جب میں نیند سے بیدار ہوا تو میں نے اپنی بیوی سے کہا میں اسلام قبول کرنا چاہتا ہوں۔ اگرچہ یہ خبر ان کے لئے حیرانگی کا باعث تھی تاہم میں نے انہیں بتایا کہ میں نے پختہ ارادہ کر لیا ہے کہ میں بت پرستی ترک کر کے اسلام قبول کر لوں گا جیسا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے۔

چنانچہ میں ایک احمدی دوست سے ملا اور اسے کہا کہ میں احمدیت قبول کرنا چاہتا ہوں۔ وہ دوست مجھے ٹیچی مان میں ریجنل مشنری کے پاس لے گیا جہاں میں نے احمدیت قبول کرنے کی سعادت حاصل کی۔

میں نے احمدیت اس لئے قبول کی کہ میں نے دیکھا کہ غیر احمدی مسلمانوں کی نسبت احمدی حقیقی اسلام کی پیروی کرتے ہیں۔ امسال کانفرنس کے لئے جو Theme رکھا گیا ہے کہ "توہمات کی پیروی قومی ترقی کی راہ میں رکاوٹ ہے" میں تمام بھائیوں کو یقین دلانا چاہتا ہوں کہ بدروحوں کا کوئی وجود نہیں جو مافوق البشر طاقت رکھتی ہیں۔ کیونکہ میں خود ایک Fitish Priest تھا اور لوگوں کو دھوکہ دیا کرتا تھا۔ اگر وقت ہوتا تو میں اس کا مظاہرہ بھی دکھا دیتا کہ ہم لوگ لوگوں کو کیسے دھوکہ دیتے ہیں۔ حالانکہ اس کی کوئی حقیقت نہیں۔ بحیثیت مسلمان ہمیں ایسے عقائد نہیں رکھنے چاہئیں۔ میں اللہ تعالیٰ کا بے حد شکر گزار ہوں کہ اس نے مجھے احمدیت یعنی حقیقی اسلام قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ میں تمام دوستوں سے درخواست دعا کرتا ہوں۔

۲...... مسٹر یونس داؤد صاحب آف Wale Wale ناردرن ریجن نے بتایا کہ میں غیر احمدی مسلمان تھا اور اپنے علاقہ میں مسلمانوں کا امام تھا۔ میں نے اپنے گاؤں اور پھر ٹمالے میں اسلامی تعلیم حاصل کی۔ لیکن میں بڑے بڑے معلمین اور اماموں کے قول و فعل میں تضاد کی وجہ سے مطمئن نہ تھا کیونکہ ہمارے اماموں اور معلمین کے قول و فعل میں تضاد ہے۔

ایک دفعہ ایک مشہور امام جس کا نام میکانو (Meekano) تھا۔ سیرت النبیؐ کے اجلاس میں شرکت کے لئے ٹمالے آیا۔ میں بھی اس کا پیروکار تھا۔ جلسہ کے اختتام پر امام کو بہت سی گائیں، بکریاں اور ایک خطیر رقم کے علاوہ کئی اشیاء تحفۃً پیش کی گئیں۔ اس وجہ سے لوگوں میں کافی اختلاف ہوا۔ میرا اپنا نظریہ تھا کہ اتنی بڑی رقم اور تحائف امام کو دینے کی بجائے کیوں نہ ٹمالے کی جامع مسجد کی تعمیر نو کے لئے خرچ کئے جائیں، جس کی حالت خراب ہے۔ میں اس واقعہ کی وجہ سے مزید دلبرداشتہ ہو گیا۔ چونکہ میں نے احمدیت کے بارہ میں سن رکھا تھا اس لئے میں نے فیصلہ کیا کہ میں احمدیت میں داخل ہو جاؤں گا۔ چنانچہ بعض احمدی دوستوں کی وساطت سے میں نے احمدیت قبول کرنے کی سعادت حاصل کی۔ میں خدا تعالیٰ کا شکر گزار ہوں کہ اس نے مجھے حقیقی اسلام قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔

۳...... مسٹر کریم (Mr.Kareem) ڈسٹرکٹ چیف ایگزیکٹو سلاگا (Salaga)، ناردرن ریجن۔ (یہاں یہ وضاحت ضروری ہے کہ ڈسٹرکٹ چیف ایگزیکٹو ضلعی وزیر کو کہتے ہیں)۔ انہوں نے کہا:

"میں ایک مسلمان گھر میں پیدا ہوا لیکن عیسائی ماحول میں پرورش پائی۔ اور پھر میں نے عملی طور پر ۱۹۸۳ء میں اسلام کی طرف مکمل رجوع کیا۔ میں ایک زراعت آفیسر تھا اور ۱۹۹۰ء میں ڈسٹرکٹ سیکرٹری (ضلعی وزیر) مقرر کیا گیا جس عہدہ پر میں آج تک قائم ہوں۔

سلگا (Salaga) ایک روایتی اسلامی قصبہ ہے۔ جب میں نوجوان تھا تو کہا جاتا تھا کہ احمدی ایک غلط اسلام کی پیروی کرتے ہیں۔ اس لئے میں نے اکثر احمدیوں سے کنارہ کشی اختیار کی۔ باوجود اس کے کہ کچھ پاکستانی مبلغین وہاں آیا کرتے تھے۔ میں ان کے پاس کبھی نہیں گیا۔ میں Mr. Muhammad Ackonathe ہیڈ ماسٹر احمدیہ سیکنڈری سکول سلگا کی وساطت سے احمدیت سے متعارف ہوا۔ نیز کچھ کتب کا بھی مطالعہ کیا تو مجھے احساس ہوا کہ دراصل احمدیت ہی حقیقی اسلام ہے۔ مجھے یہ احساس ہوا کہ جس قسم کے اسلام کی ہم پیروی کرتے ہیں وہ توہمات سے بھرپور ہے۔ جسے بعض علاقوں میں ذاتی جائیداد سمجھا جاتا ہے۔ مختصراً میں نے احمدیت اس وقت قبول کی جب مکرم امیر و مشنری انچارج صاحب ٹمالے تشریف لائے۔ اور میں مکرم امیر صاحب سے ٹمالے ائرپورٹ پر ملا تو میں نے ہیڈ ماسٹر صاحب سے کہا کہ یہ نادر موقع ہے کہ میں احمدیت قبول کر لوں۔ ایسا نہ ہو کہ یہ موقع ہاتھ سے نکل جائے۔ انہوں نے استعارہ کے طور پر کہا کہ یہ آخری بس ہے۔ ایسا نہ ہو میں لیٹ ہو جاؤں اور پھر ایسا موقع میسر نہ آئے۔ چنانچہ میں نے اسی وقت فارم پُر کر کے احمدیت میں داخل ہونے کی سعادت حاصل کر لی۔

میں نے احمدیت قبول کرنے کا فیصلہ اس چیز کو مدنظر رکھ کر کیا کہ اس کے بدلہ میں مجھے بہت سی مخالفت کا سامنا کرنا پڑے گا۔ تاہم میں اس کے لئے تیار ہوں۔ میں نے یہ ارادہ بھی کیا ہے کہ میں دوسرے لوگوں کو بھی احمدیت کی طرف مدعو کروں گا۔ مجھے یقین ہے کہ آپ کی دعاؤں کے طفیل احمدیت کی خاطر مجھے جو بھی مشکلات اٹھانی پڑیں گی مجھے اس سے راحت ہو گی۔

گھانا میں جماعت احمدیہ ایک امن پسند جماعت سمجھی جاتی ہے۔ میں یہ بات جماعت کی روحانی حیثیت کے ساتھ اس کی سوشل، مالی اور دیگر ترقیاتی پروگراموں کو مدنظر رکھ کر کہہ رہا ہوں۔ میں نے یہ چیز صرف احمدیت میں دیکھی ہے کہ احمدیت کے لیڈر لوگوں سے خدمت لینے کی بجائے اس چیز میں فخر محسوس کرتے ہیں کہ لوگوں کی خدمت کی جائے۔ جبکہ دیگر مذاہب اور مسلمان فرقوں میں معاملہ اس کے برعکس ہے۔ مجھے اس وقت بہت تعجب ہوا جب میں نے دیکھا کہ مکرم امیر صاحب ہمیں اشیاء خورونوش پیش کر رہے تھے۔

میں احمدیت کی خاطر ہر قسم کی قربانی کے لئے تیار ہوں۔ اور میں تمام بھائیوں سے درخواست دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھے اپنے عہد پر قائم رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

۴...... Mr. Abdullah Yaparsi Nyankpala ناردرن ریجن۔ انہوں نے بیان کیا کہ احمدی داعیان الی اللہ کی ٹیم ہمارے گاؤں آئی۔ ہم نے ان کی باتیں سنیں تو ہمیں احساس ہوا کہ یہ ہمیں سچی باتیں بتا رہے ہیں۔ اس سے قبل مسلمان ہونے کے باوجود ہم اسلام کے حقیقی علم سے نابلد تھے۔ ہم نے احمدیت قبول کی تو ان لوگوں نے ہمیں حقیقی اسلام سکھانا شروع کیا۔ اس کے بعد ٹمالے سے ایک مسلمان آیا جس نے ہمیں کہا کہ احمدی حقیقی مسلمان نہیں ہیں۔ ہم نے انہیں جواب دیا کہ اگر آپ لوگوں کے پاس بہتر اسلام تھا تو آپ اتنے سالوں سے ہمیں وہ اسلام سکھانے کیوں نہیں آئے۔ اگر اب احمدی ہمیں اسلام کی تعلیم دیتے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ بہتر مسلمان ہیں۔

ہمارے گاؤں میں ایک چھوٹی سی مسجد تھی جس میں زیادہ سے زیادہ آٹھ یا نو لوگ جا سکتے تھے۔ جبکہ ہمارے گاؤں میں جمعہ کے دوران تقریباً ۶۰۰ کے قریب حاضری ہوتی ہے۔ چنانچہ جماعت احمدیہ نے ایک بڑی مسجد ہمارے گاؤں میں تعمیر کر دی۔ ہم نے پختہ یقین کے ساتھ احمدیت قبول کی ہے۔ میں نے بولوی میں تربیت سنٹر میں دو ہفتہ کا کورس مکمل کیا ہے۔ اس دوران میں نے اسلام کو صحیح معنوں میں سمجھا ہے۔ میں اللہ تعالیٰ کا شکر گزار ہوں جس نے مجھے قبول احمدیت کی توفیق عطا فرمائی۔

۵...... مسٹر عبداللہ حسن ٹمالے نے بیان کیا:

"میں نے محسوس کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت ہم سب لوگوں پر ہے جو یہاں اکٹھے ہوئے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ احمدیت میں سچائی کی طاقت ہے۔ بہت سے لوگ جو اپنے آپ کو بڑے امام یا معلم سمجھتے ہیں وہ متحمل مزاج نہیں ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ احمدی ہی حقیقی معنوں میں آنحضورؐ کے سچے پیروکار ہیں۔ مجھ پر یہ حقیقت واضح ہو گئی ہے کہ جہاد اپنے بھائیوں کو قتل کرنے کا نام نہیں ہے بلکہ حقیقی جہاد یہ ہے کہ انہیں دین اسلام کی سچی تعلیم دی جائے اور اس حقیقی جہاد کا تصور میں نے صرف جماعت احمدیہ میں دیکھا ہے۔ میں بولوی ٹریننگ سنٹر میں حقیقی اسلام سے روشناس ہوا اور مجھے اب معلوم ہوا ہے کہ احمدی مسلمانوں اور دیگر مسلمانوں میں کیا فرق ہے۔ جو کچھ میں نے دیکھا اور سنا ہے اس کی بنا پر میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ وہ وقت قریب ہے جب بہت سے لوگ احمدیت میں داخل ہونگے اور آئندہ سالوں میں یہ جگہ جہاں ہم کانفرنس منعقد کر رہے ہیں کانفرنس کے لئے چھوٹی ہو جائے گی۔

احمدی داعیان الی اللہ ہمارے گاؤں آئے۔ ان کی تبلیغی مہم بہت کامیاب رہی کیونکہ اگلی صبح ہم سب نے احمدیت قبول کر لی لیکن جو امام ہمیں نماز پڑھاتا تھا اس نے احمدیت قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ اس وقت ہمارے لئے ایک مسجد زیر تعمیر ہے۔ اب امام کے علاوہ جو کہ باہر کا آدمی ہے گاؤں کے تمام لوگوں نے احمدیت قبول کر لی ہے۔

آخری روز کا پہلا اجلاس:

جلسہ سالانہ کے آخری روز کے باقاعدہ اجلاس کی کارروائی صبح دس بجے شروع ہوئی جس کی صدارت آنریبل الحاج مہاما اوریسو وزیر دفاع نے کی جبکہ آنریبل ایم اے سعید و وزیر مملکت و ممبر آف پارلیمنٹ مہمان خصوصی تھے۔

تلاوت و نظم کے بعد مکرم ڈاکٹر محمد بن ابراہیم ریجنل پریذیڈنٹ ویسٹرن ریجن و ڈپٹی ڈائریکٹر ہیلتھ ویسٹرن ریجن نے "مجلس نصرت جہاں اور اس کے اثرات" کے عنوان پر تقریر کی جس کے بعد ڈاکٹر یوسف احمد صاحب ایڈوسائی، سینئر سرکٹ مشنری و ممبر نیشنل مجلس عاملہ نے "Witch Craft" کے عنوان پر تقریر کی۔ اس تقریر کے بعد مکرم سعید کنو کوجان، لیگل پریکٹیشنر و ممبر نیشنل مجلس عاملہ نے "اسلام اور آزادی مذہب" کے عنوان پر تقریر کی۔ مہمان خصوصی آنریبل ایم اے سعید، وزیر مملکت نے جلسہ سالانہ یوکے ۱۹۹۷ء کے بارہ میں اپنے تاثرات بیان کئے۔ ان کے بعد مکرم عبدالرشید صاحب آرکیٹکٹ جو کہ مرکزی نمائندہ تھے نے بیرونی ممالک سے تشریف لانے والے احباب کا تعارف کروایا۔ اور جماعت احمدیہ کے تحت پوری دنیا میں ہونے والے ترقیاتی کاموں کا خاکہ پیش کیا۔ امسال بیرونی ممالک سے جو نمائندے تشریف لائے ان کا تعلق مندرجہ ذیل ممالک سے تھا۔ انگلستان، امریکہ، کینیڈا، فرانس اور آئیوری کوسٹ سے وہاں پر مقیم گھانین احباب جلسے میں شمولیت کے لئے تشریف لائے۔

آخری اجلاس:

جلسہ کے آخری اجلاس کی کارروائی کا آغاز بعد دوپہر تین بجے ہوا۔ جس کی صدارت مکرم عبداللہ ادریس صاحب، ریجنل پریذیڈنٹ گریٹر اکرا ریجن نے کی۔ تلاوت قرآن مجید کے بعد جامعہ احمدیہ سالٹ پانڈ کے طلباء نے حضرت مسیح موعودؑ کا اردو منظوم کلام۔

"خدا کے پاک لوگوں کو خدا سے نصرت آتی ہے"

خوش الحانی سے پڑھ کر سنایا۔ اس کے بعد مکرم حافظ احمد جبریل سعید صاحب، نائب امیر سوم نے "مباہلہ ۱۹۹۷ء کی برکات" کے عنوان پر تقریر کی۔ جس کے بعد جنرل سیکرٹری صاحب نے سالانہ رپورٹ پیش کی۔ رپورٹ کے بعد جامعہ احمدیہ سالٹ پانڈ سے فارغ التحصیل طلباء میں اسناد تقسیم کی گئیں جس کے بعد مکرم امیر و مشنری انچارج صاحب نے اختتامی خطاب فرمایا۔

مکرم امیر صاحب نے فرمایا کہ یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل

باقی صفحہ نمبر ۱۶ پر ملاحظہ فرمائیں

fozman foods

BUYING GROUP FOR GROCERS & C.T.N. SHOPS

2 SANDY HILL ROAD, ILFORD, ESSEX

TEL: 0181-553-3611

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم اور دلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیر انتظام شائع کئے جاتے ہیں- انگریزی کے علاوہ دیگر زبانوں میں رسائل بھجوانے والوں سے درخواست ہے کہ براہ کرم اہم مضامین اور اعلانات کا خلاصہ اردو یا انگریزی میں بھی ہمراہ ارسال فرمایا کریں- اپنے رسائل ذیل کے پتہ پر ارسال فرمائیں :

AL-FAZL DIGEST,6 HARDWICKS WAY,
LONDON SW18 4AJ U.K.

"الفضل ڈائجسٹ" کے بارے میں آپ اپنے تاثرات اب e-mail کے ذریعے بھی ارسال کرسکتے ہیں :

mahmud@btinternet.com

سلسلہ احمدیہ کا پہلا اخبار 'الحکم'

۱۸۹۷ء اس لحاظ سے بھی جماعت احمدیہ کی تاریخ میں یادگار سال ہے جب ندائے آسمانی کی اشاعت کے لئے سلسلہ احمدیہ کے سب سے پہلے اخبار 'الحکم' کا اجراء حضرت شیخ یعقوب علی عرفانی صاحبؓ نے امرتسر سے فرمایا- آپؓ قبل ازیں مشہور 'پیسہ اخبار' اور 'فیروز' کے علاوہ بھی کئی اخبارات میں کام کرچکے تھے اور آپؓ کے زوردار قلم کی دھاک بیٹھی ہوئی تھی- آپؓ کا عظیم الشان کارنامہ حضرت مسیح موعودؑ کی اس دور کی تاریخ کو محفوظ کرنے کی کامیاب سعی کرنا ہے- چنانچہ آپؓ کو پہلا مؤرخ احمدیت ہونے کا شرف حاصل ہے-

حضرت شیخ یعقوب علی عرفانیؓ نومبر ۱۸۷۵ء میں لدھیانہ میں پیدا ہوئے- ۱۸۸۹ء میں پہلی بار حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے- فروری ۱۸۹۲ء میں لاہور میں بیعت کی سعادت حاصل کی- اس وقت آپؓ باقاعدہ صحافت سے منسلک ہوچکے تھے- کئی اخبارات کے مدیر بھی رہے اور اگست ۱۸۹۷ء میں ہنری مارٹن کلارک کے مقدمہ کے حالات "جنگ مقدس" کے نام سے رقم کئے اور ۸/ اکتوبر ۱۸۹۷ء کو امرتسر سے ۱۶/ صفحات کا اخبار 'الحکم' جاری کیا تاکہ جماعت اور حضرت اقدسؑ کے خلاف مخالفانہ خبروں کی تردید اور حضورؑ کے مؤقف کی ترجمانی صحیح طور پر ممکن ہو- ...... جنوری ۱۸۹۸ء میں حضرت عرفانی صاحبؓ نے مدرسہ احمدیہ کے لئے خود کو پیش کردیا اور قادیان آبسے اور مدرسہ جب چل پڑا تو آپؓ نے دوبارہ اپنی ساری توجہ اخبار پر مرتکز کردی- آپؓ نے اخبارات 'الحکم'، 'سالار' اور 'وفادار' نکالے اور رسالے 'احمدی خاتون'، 'تادیب النساء' بھی جاری فرمائے-

'الحکم' ایک لمبا عرصہ کامیابی سے جاری رہنے کے بعد ناگزیر حالات کی بناء پر بند ہوگیا تو ۳۴ء میں اس کے دور ثانی کا آغاز مکرم محمود احمد صاحب عرفانی کے ذریعے ہوا اور پھر مئی ۵۱ء سے دور ثالث کا آغاز ہوا جو ۱۹۵۴ء تک جاری رہا- اخبار کی آخری جلد نمبر ۵۷ تھی- سیدنا حضرت مصلح موعودؓ نے ایک موقع پر فرمایا: "الحکم اپنی ظاہری صورت میں زندہ رہے یا نہ رہے لیکن اس کا نام ہمیشہ کے لئے زندہ ہے- سلسلہ کا کوئی مہتم بالشان کام اس کا ذکر کئے بغیر نہیں ہوسکتا......"-

سلسلہ احمدیہ کے پہلے اخبار کے بارے میں یہ تحقیقی مضمون مکرم حبیب الرحمٰن زیروی صاحب کے قلم سے ماہنامہ "انصاراللہ" اکتوبر ۹۷ء کی زینت ہے-

-......☆......☆......☆......-

کیپٹن ایم- ڈبلیو- ڈگلس

کیپٹن مانٹیگو ولیم ڈگلس، ایک ایسے بیدار مغز، منصف مزاج اور حق پسند شخص کا نام ہے جن کے بارے میں حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے فرمایا"...... جب تک دنیا قائم ہے اور جیسے جیسے یہ جماعت لاکھوں اور کروڑوں افراد تک پہنچے گی ویسی ویسی تعریف کے ساتھ اس نیک نیت حاکم کا تذکرہ رہے گا اور یہ اس کی خوش قسمتی ہے کہ خدا نے اس کام کے لئے اسی کو چنا......"- کیپٹن ڈگلس ضلع گورداسپور کے ڈپٹی کمشنر تھے جنہوں نے ۱۸۹۷ء میں حضرت مسیح موعودؑ پر عیسائیوں، ہندوؤں اور مولویوں کی طرف سے دائر شدہ مشترکہ مقدمہ اقدام قتل کا تاریخی فیصلہ سنایا تھا- آپ کے حالات مکرم جناب عاصم جلالی کے قلم سے ماہنامہ "انصاراللہ" ۱۹۹۷ء میں شامل اشاعت ہیں-

کیپٹن ڈگلس ۱۸۶۴ء میں پیدا ہوئے- حضرت مسیح موعودؑ نے متعدد مواقع پر آپ کو دانشمند، منصف مزاج، حق پسند اور خداترس انسان کے طور پر یاد فرمایا اور آپ کو مسیح محمدی کا پیلاطوس ہونے کا خطاب عطا کیا جو بلاشبہ پیلاطوس اول کے مقابلہ پر اعلیٰ درجہ کا دلیر، منصف اور صاحب بصیرت حاکم ثابت ہوا- حضورؑ نے اپنے خلاف مقدمہ کی حضرت مسیحؑ کے خلاف چلائے جانے والے مقدمے کے ساتھ سات مماثلتیں بھی بیان فرمائیں-

حضرت مسیح موعودؑ پر لگائے جانے والے الزام کے لئے عدالت ڈاک بنگلہ گورداسپور میں لگائی گئی جہاں کیپٹن ڈگلس کا قیام تھا- جب حضورؑ وہاں پہنچے تو چپڑاسی نے آکر عرض کیا کہ صاحب آپ کو سلام دیتے ہیں اور آپ کے لئے کرسی رکھی ہوئی ہے- بعد میں معلوم ہوا کہ اس بارے میں کیپٹن ڈگلس نے پہلے سے حکم دیا ہوا تھا-

عدالت میں پہلے حضرت مولوی نورالدین صاحبؓ کی شہادت ہوئی جن کی سادہ ہیئت اور صاف ستھرے انداز بیان سے خود کیپٹن ڈگلس بہت متاثر ہوئے اور کہا کہ خدا کی قسم اگر یہ شخص کہے کہ میں مسیح موعود ہوں تو میں پہلا شخص ہوں گا جو اس پر پورا پورا غور کرنے کے لئے تیار ہوں گا- چنانچہ جب حضرت مولوی صاحب نے عدالت سے دریافت کیا کہ کیا مجھے باہر جانے کی اجازت ہے یا عدالت میں ہی ٹھہروں؟ تو ڈگلس صاحب نے کہا کہ مولوی صاحب آپ کو اجازت ہے جہاں آپ کا جی چاہے چلے جائیں-

۲۳/ اگست ۱۸۹۷ء کی دوپہر کو بارش ہورہی تھی جب حضرت اقدس کو کیپٹن ڈگلس نے بلاکر باعزت بری کیا اور جوابی مقدمہ کی اجازت دی جس پر آپؑ نے فرمایا 'میرا مقدمہ آسمان پر دائر ہے'- کیپٹن ڈگلس نے یہ بھی اظہار کیا کہ اگرچہ یہ مقدمہ صرف عیسائیوں کی طرف سے تھا اور مجھ کو ایک بڑے پادری کا خط بھی آیا تھا مگر مجھ سے یہ بدذاتی نہیں ہوسکتی-...... کیپٹن ڈگلس نے بعد میں بیان کیا کہ وہ اس مقدمہ میں بہت سرگردان تھے اور جس طرف وہ نکلا کرتے انہیں مرزا صاحب نظر آتے تھے جو کہتے تھے کہ انصاف تمہاری قوم کا خاصہ ہے اس کو ہاتھ سے نہ چھوڑنا-

کیپٹن ڈگلس بعد میں ترقی کرتے کرتے میجر اور پھر کرنل بنے اور ریٹائرڈ ہونے سے قبل جزائر انڈیمان کی چیف کمشنری کے معزز عہدہ تک پہنچے-

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ جب پہلے دورہ یورپ پر تشریف لے گئے تو ۲۱/ ستمبر ۲۴ء کو کرنل ڈگلس سے بھی ملاقات کی- کرنل ڈگلس نے حضورؓ سے کہا کہ میں آپؓ کے والد شریف کو دوست رکھتا ہوں-...... ۲۸/ ستمبر کو حضورؓ نے بعض معززین کو چائے پر بلایا جن میں کرنل ڈگلس بھی شامل تھے- اس موقع پر حضورؓ کے ساتھ ان کا ایک فوٹو بھی لیا گیا-

مکرم مولوی مبارک احمد صاحب بنگالی بیان کرتے ہیں کہ میں نے ۲۸/ جولائی ۱۹۲۲ء کو کرنل ڈگلس سے ملاقات کی جس کے دوران انہوں نے کہا کہ 'میں غلام احمد کو جانتا تھا اور میرا یقین تھا کہ وہ نیک بخت اور دیانتدار آدمی ہیں اور یہ کہ وہ اس بات کی تعلیم دیتے ہیں جس کا انہیں خود یقین ہے- لیکن مجھے ان کی موت کی پیشگوئیاں پسند نہ تھیں کیونکہ وہ بڑی مشکلات پیدا کردیتی تھیں'-

ریٹائرمنٹ کے بعد مسٹر ڈگلس فن مصوری سے دل بہلاتے رہے اور جماعت سے ان کا رابطہ رہا- ۳۰/ جولائی ۱۹۳۹ء کو مسجد فضل لندن کے احاطہ میں یوم تبلیغ کے سلسلہ میں ایک اجلاس بھی ان کی صدارت میں منعقد کیا گیا- انہوں نے اپنے صدارتی خطاب میں یہ بھی کہا کہ '...... احمدیت کا مقصد اسلام کو موجودہ زمانہ کی زندگی کے مطابق پیش کرنا ہے- میں نے جب ۱۸۹۷ء میں بانی جماعت احمدیہ کے خلاف مقدمہ کی سماعت کی تھی اس وقت جماعت کی تعداد چند سو سے زیادہ نہ تھی لیکن آج دس لاکھ سے بھی زیادہ ہے- پچاس سال کے عرصہ میں یہ نہایت شاندار کامیابی ہے......'-

جب بھی کوئی احمدی مسٹر ڈگلس سے ملنے جاتا تو آپ اس تاریخی مقدمے کی تفصیلات ایک خاص کیفیت میں بیان کرتے اور ہمیشہ حضرت مسیح موعودؑ کا نہایت احترام سے ذکر کرتے اور کہتے کہ میں نے تو مرزا غلام احمد صاحب کو دیکھتے ہی یقین کرلیا تھا کہ یہ شخص جھوٹ نہیں بول سکتا- حضرت چودھری محمد ظفراللہ خانصاحبؓ نے جب آپ سے ملاقات کی تو آپ نے کہا 'میرا پختہ ایمان ہے کہ محمد رسول اللہ ﷺ سچے نبی تھے اور میرا یہ بھی ایمان ہے کہ مرزا غلام احمد نبی ہیں'- بعدازاں مکرم شیخ مبارک احمد صاحب کے ساتھ ایک ملاقات کے دوران مسٹر ڈگلس نے حضرت چودھری صاحبؓ کا نہایت محبت سے ذکر کرتے ہوئے اس امر پر زور دیا کہ چودھری صاحب کے قیمتی وجود کی قدر کرنی چاہئے-

کرنل ولیم ڈگلس نے ۲۵/ فروری ۱۹۵۷ء کو لندن میں وفات پائی-

-......☆......☆......☆......-

حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ

حضرت ام المومنین سیدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہؓ کو الہام میں خدیجہ کا نام دیا گیا اور حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ یہ نام اس لئے دیا گیا کہ وہ ایک مبارک نسل کی ماں ہے- چنانچہ حضرت ام المومنینؓ کے بطن سے حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ ۲/ مارچ ۱۸۹۷ء کو پیدا ہوئیں- حضور علیہ السلام نے آپؓ کو اپنی صداقت کا ۳۷واں نشان قرار دیا- اور آپؓ کی پیدائش کے ساتویں روز عقیقہ کے دن پنڈت لیکھرام کی موت کی خبر بھی ملی اس طرح دو نشان پورے ہوگئے-

حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ بچپن سے ہی ذہین و فطین اور اپنے بزرگ والدین کی نیکی کے رنگ میں رنگین تھیں- ساڑھے چار سال کی عمر میں آپؓ نے قرآن مجید کا پہلا دور مکمل کرلیا- پھر ترجمہ قرآن کے علاوہ فارسی اور عربی کی تعلیم بھی حاصل کی- آپؓ کا بچپن بہت پاکیزہ تھا اور ابتداء سے ہی اللہ اور اس کے رسول کی محبت دل میں رچ بس گئی تھی- چھوٹی عمر سے ہی رویائے صادقہ دیکھتی تھیں- اپنے عظیم الشان باپ کی عاشقِ زار تھیں اور حضورؑ بھی آپؓ پر خصوصی رنگ میں شفقت فرماتے تھے- آپؓ فرماتی ہیں کہ میں بہت چھوٹی سی تھی لیکن حضورؑ مجھ سے پوچھتے تھے کہ کوئی خواب آئی اور دعا کے لئے بھی فرمایا کرتے تھے- حضورؑ کی وفات کے متعلق ایک خواب دیکھی وہ سنائی تو آپؑ خاموش ہوگئے- اتنا فرمایا کہ اپنی ماں کو نہ بتانا-

۱۷/ فروری ۱۹۰۸ء کو آپؓ کا نکاح حضرت نواب محمد علی خانصاحبؓ کے ساتھ ہوا اور ۱۴/ مارچ ۱۹۰۹ء کو تقریب رخصتانہ نہایت سادگی سے عمل میں آئی-

آپؓ لجنہ اماء اللہ کی ابتدائی چودہ ممبرات میں بھی شامل تھیں- دہلی میں لجنہ کا قیام آپؓ کے ذریعے ہی عمل میں آیا- ۸ سال تک لجنہ لاہور کی صدر بھی رہیں- جلسہ سالانہ مستورات پر بھی متعدد بار خطاب کی توفیق پائی-

حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ کو منصب خلافت سے والہانہ لگاؤ تھا- نہ صرف حضرت مصلح موعودؓ سے بے تکلفی کا رشتہ ہونے کے باوجود بے حد احترام کرتیں بلکہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کا بھی باوجود داماد اور بھتیجے ہونے کے بے حد ادب سے نام لیتیں اور سب رشتوں پر روحانی رشتوں کو فوقیت دیتیں-

حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ کی پاکیزہ سیرۃ و سوانح کے حوالے مکرمہ امۃ الرفیق ظفر صاحبہ کا ایک مضمون لجنہ اماء اللہ کینیڈا کے سہ ماہی "النساء" اکتوبر تا دسمبر ۹۷ء میں شامل اشاعت ہے-

اسی شمارے میں مکرمہ زیبا نورین خان صاحبہ آف کینیڈا اپنے قبول احمدیت کی داستان بیان کرتے ہوئے بتاتی ہیں کہ میرے مسلسل ناپسندیدہ رویے کے باوجود جب میرے خاوند کے احمدی رشتہ داروں نے میرے ساتھ اپنائیت کا اعلیٰ سلوک جاری رکھا تو بالآخر میرا دل احمدیت کی صداقت قبول کرنے پر مجبور ہوگیا-

اسی شمارے میں مکرمہ سیدہ سمیعہ صادقہ بخاری صاحبہ اپنا ایک خواب بیان کرتی ہیں جس کی تعبیر اس وقت ظاہر ہوئی جب چند ہی روز بعد مضمون نگار اور مکرمہ بشریٰ تاثیر صاحبہ کراچی کے ایک درزی کی دوکان پر گئیں اور اس بدبخت نے ان دونوں پر حملہ کرکے شدید زخمی کردیا- اس حملے کی روئیداد اور اس کے نتیجہ میں خدائی افضال کا ظہور اس مضمون میں تفصیل سے بیان کیا گیا ہے-

اسی شمارے کے انگریزی حصے میں مکرمہ مینا اقبال صاحبہ نے مستقل مزاجی سے ورزش کرنے کے فوائد کو ایک طبی رسالے کے حوالے سے پیش کیا ہے-

-......☆......☆......☆......-

ہمیں موصول ہونے والے دیگر رسائل میں ماہنامہ "مصباح" ربوہ نومبر ۹۷ء، ماہنامہ "احمدیہ گزٹ" کینیڈا نومبر ۹۷ء، ماہنامہ "احمدیہ گزٹ" برطانیہ نومبر ۹۷ء اور ہفت روزہ "بدر" قادیان کے چند شمارے شامل ہیں-

-......☆......☆......☆......-

Muslim Television Ahmadiyya

Programme Schedule for Transmission 27/02/98 - 05/03/98

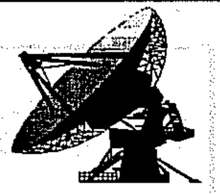

Please Note that programme and timings may Change without prior notice. Details of Programmes are Announced After Every Six Hours. All times are given in British Standard Time. For more information please phone or Fax +44 181 874 8344

Friday 27th February 1998 — 29 Shawwal

00.05	Tilawat, Dars ul Hadith, News
00.30	Children's Corner : Correct Pronunciation of the Holy Quran - Lesson No 19 (R)
01.05	Liqaa Ma'al Arab - Session 183, Rec 10.7.96 (R)
01.55	Quiz Programme - History of Ahmadiyyat, Part 29
02.30	Taqdeer-e-Alahi Ya Itfaqi Hadsa
03.20	Urdu Class - Lesson 189, (R)
04.15	Learning Dutch - Lesson 8 pt2
04.50	Homoeopathy Class with Huzoor - Lesson 104 (R)
06.05	Tilawat, Dars ul Hadith, News
06.30	Children's Corner : Correct Pronunciation of the Holy Quran - Lesson No 19 (R)
07.00	Pushto Programme - "Difference between Ahmadis & Non Ahmadis"
07.25	An Interview with Late Saeed Ahmad Khan sb.
08.00	M.T.A Variety
09.00	Liqaa Ma'al Arab - Session 183, Rec 10.7.96 (R)
10.00	Urdu Class - Lesson 189, (R)
11.00	Computers for Everyone p48
12.05	Tilawat, Dars Malfoozat, News
12.30	Darood Shareef and Nazm
13.00	Friday Sermon, Live
14.05	Bengali Programme - Quiz contest, Nazm
14.30	Rencontre Avec Les Francophones
15.35	Friday Sermon ,27.2.98 (R)
17.00	Liqaa Ma'al Arab - Rec 24.2.98
18.15	Tilawat, Dars ul Hadith
18.30	Urdu Class - (New)
19.30	German Service: Zeit Zum diskutieren "werbung" Willkommen in Deutchsland
21.45	Friday Sermon 27.2.98 (R)
22.50	Rencontre Avec Les Francophones

Saturday 28th February 1998 — 30 Shawwal

00.05	Tilawat, Dars Malfoozat, News
00.30	Children's Corner -Mulaqat With Huzoor - Class 64, Part 2
01.25	Liqaa Ma'al Arab - (New)
02.30	Friday Sermon 27/02/98 (R)
03.00	Urdu Class Rec.25/02/98
04.05	Computers For Everyone -Part 48 (R)
04.40	Rencontre Avec Les Francophones -
06.05	Tilawat, Dars Malfoozat, News
06.40	Children's Corner -Mulaqat With Huzoor, Class 64, Part 2
07.25	Saraiki Programme - Wafat-e-Masih
07.30	Quiz programme
08.00	Medical Matters
08.45	Liqaa Ma'al Arab Rec.24/02/98
10.00	Urdu Class Rec.25/02/98
11.10	Documentary - "The Land of Vikings"
12.00	Tilawat, News
12.30	Learning Swedish - Lesson 5
12.50	Indonesian Hour: Dialogue Sinar Islam, Malfoozat
14.00	Bengali Programme - Glimses from the life of the Imam Mehdi (A.S)
15.00	Children's Mulaqat with Huzoor- Rec 28.2.98
16.00	Liqaa Ma'al Arab - Rec.25/02/98 New
17.00	Arabic programme - Symposium about Khatam-e-Nabiyeen
18.05	Tilawat, Dars Malfoozat
18.30	Urdu Class - New
19.30	German Service: 1) Sport "Football" 3) Der Diskussionskreis
20.30	Aap Ka Khat Mila
21.00	Question & Answer Session, Held at Mahmood Hall,
22.25	Children's Mulaqat with Huzoor - New Rec.28/02/98 (R)
23.25	Learning Swedish - Lesson 5

Sunday 1st March 1998 — 1 Zeqad

00.05	Tilawat, Seerat un Nabi, News
00.30	Children's Corner: Quiz
01.00	Liqaa Ma'al Arab - 25.2.98(R)
02.00	Canadian Horizons - Food for thoughts
03.00	Urdu Class - New (R)
04.00	Learning Swedish - Lesson 5(R)
05.00	Children's Mulaqat with Huzoor - Rec 28.2.98 (R)
06.05	Tilawat, Seerat un Nabi, News
06.30	Children's Corner: Quiz (R)
07.05	Friday Sermon - 28.2.98 (R)
08.05	Question & Answer Session, Held at Mahmood Hall,
09.35	Liqaa Ma'al Arab - 25.2.98(R)
10.00	Urdu Class - New (R)
12.05	Tilawat, News
12.30	Learning Chinese Lesson no.69
13.00	Indonesian Hour
14.00	Bengali Programme - 1) Your health etc.
15.00	Mulaqat with Huzoor with English speaking friends (New)
16.00	Liqaa Ma'al Arab - Rec. 26/02/98 New
17.00	Albanian Programme
18.05	Tilawat ,Seerat un Nabi
18.25	Urdu Class -Rec.28/02/98 New
19.30	German Service: 1) Physik 2) Kindersendung mit Amir Sahib
20.30	Children's Corner - Children's workshop no.1
20.50	Q & A session with Huzoor Rec.01/12/96
22.00	Dars-ul-Quran (No.5) (15th Jan 1997) By Huzoor- Fazl Mosque , London
23.25	Learning Chinese Lesson no.69

Monday 2nd March 1998 — 2 Zeqad

00.05	Tilawat, Dars Malfoozat, News
00.30	Children's Corner: Children's workshop no.1
01.00	Liqaa Ma'al Arab (New) R
02.00	Aap Ka Khat Mila
03.00	Urdu Class Rec.28/02/98 NEW (R)
04.20	Learning Chinese Lesson no.69
05.00	Mulaqat With Huzoor with English Speaking Friends(R)
06.05	Tilawat, Dars Malfoozat, News
06.30	Children's Corner - Children's workshop no.1
07.15	Dars-ul-Quran (No. 5) (15th Jan 1997) By Huzoor, Fazl Mosque, London
08.30	Quiz Programme
09.00	Liqaa Ma'al Arab- Rec. 26.2.98(R)
10.00	Urdu Class Rec.28/02/98 (R)
11.00	Sports: Kabadi Sports Rally 1997
12.05	Tilawat, News
12.30	Learning Norwegian - Lesson 45
13.00	Indonesian Hour
14.00	Bengali Programme - Life of Imam Mehdi
15.00	Homoeopathy Class With Huzoor - Lesson 105
16.00	Liqaa Ma'al Arab - Session 184, Rec. 11/07/96
17.00	Turkish Programme
18.05	Tilawat, Dars Malfoozat
18.30	Urdu Class - Lesson 190, Rec.19.7.96
19.30	German Service
20.30	Children's Corner - Mulaqat With Huzoor, Class 65, Part 1
21.05	View point
21.30	Islamic Teachings-Rohani Khazaine
22.00	Homoeopathy Class With Huzoor - Lesson 105 (R)
23.25	Learning Norwegian - Lesson 45

Tuesday 3rd March 1998 — 3 Zeqad

00.05	Tilawat, Dars ul Hadith, News
00.30	Children's Corner - Mulaqat With Huzoor, Class 65, Part 1(R)
01.00	Liqaa Ma'al Arab - Session 184 Rec. 11.07.96 (R)
02.00	Sports: Kabadi Sports Rally 1997
02.55	Interview with Siraj ud Din
03.20	Urdu Class Lesson 190, Rec. 19.7.96 (R)
04.00	Learning Norwegian - Lesson 45
05.00	Homoeopathy Class With Huzoor - Lesson 105 (R)
06.05	Tilawat, Dars ul Hadith, News
06.45	Children's Corner - Mulaqat With Huzoor Class 65, Part1 (R)
07.20	Pushto Programme - F/S 31.05.96
08.20	Islamic Teachings
08.50	Liqaa Ma'al Arab - Session 184, Rec. 11.07.96 (R)
09.50	Urdu Class - Lesson 190, Rec. 19.7.96 (R)
11.00	Medical Matters: Host Dr. Sultan Ahmad Mubashir Guest: Dr. Latif Ahmad Qureshi
12.05	Tilawat, News
12.30	Learning French
13.00	Indonesian Hour
14.00	Bengali Programme - 1) Divine signs of Hadhrat Imam Mehdi
15.00	Tarjumatul Quran Class with Huzoor (N)
16.00	Liqaa Ma'al Arab - Session 185, Rec. 16/07/97
17.00	Norwegian Programme
18.05	Tilawat, Dars ul Hadith, News
18.30	Urdu Class - Lesson 191, Rec.20/07/96
19.30	German Service
20.30	Children's Corner :Correct Pronunciation of the Holy Quran - Lesson No 20
20.50	Interview with B. A. Orchard
21.30	Around The Globe - Hamari Kaenat No.112
22.00	Tarjumatul Quran Class with Huzoor (R)
23.00	Hikayat-e-Shereen (N)
23.25	Learning French (R)

Wednesday 4th March 1998 — 4 Zeqad

00.05	Tilawat, History of Ahmadiyyat, News
00.30	Children's Corner : Correct Pronunciation of the Holy Quran, Lesson No 20 (R)
01.00	Liqaa Ma'al Arab No.185- Rec. 16/07/96 (R)
02.00	Medical Matters: Host : Dr. Sultan Ahmad Mubashir Guest: Dr. Latif Ahmad Qureshi (R)
03.00	Urdu Class No.191 Rec.20/07/96 (R)
04.00	Learning French
04.30	Hikayat-e-Shereen (R)
05.00	Tarjumatul Quran Class (R)
06.05	Tilawat, History of Ahmadiyyat, News
06.30	Children's Corner: Correct Pronunciation of the Holy Quran, Lesson No 20 (R)
07.00	Swahili Programme - Muzakara
08.00	Around The Globe -Hamari Kaenat No.112 (R)
09.00	Liqaa Ma'al Arab No.185 Rec. 16/07/96 (R)
10.00	Urdu Class No.191 Rec. 20/07/96 (R)
11.00	Conversation
12.05	Tilawat, News
12.30	Learning Turkish- Lesson No.10
13.00	Indonesian Hour- Dars-ul-Quran
14.00	Bengali Programme - F/S 13.06.97
15.00	Tarjumatul Quran Class
16.00	Liqaa Ma'al Arab No.186 Rec. 17/07/96
17.00	French Programme - Auto Rally 1997
18.05	Tilawat, History of Ahmadiyyat, News
18.30	Urdu Class No.192 Rec. 02/08/96
19.30	German Service
20.30	Children's Corner - Mulaqat with Huzoor No.65 part2
21.00	Al Maidah
21.15	Perahan - Lajna Imaillah
22.00	Tarjumatul Quran Class with Huzoor (R)
23.00	Learning Turkish - Lesson 10(R)
23.25	Arabic Programme

Thursday 5th March 1998 — 5 Zeqad

00.05	Tilawat, Dars Malfoozat, News
00.30	Children's Corner - Mulaqat with Huzoor No.65 part2 (R)
01.00	Liqaa Ma'al Arab No.186 Rec.17/07/96 (R)
02.00	Programme from Canada
02.30	Auto Rally 1997
03.00	Urdu Class No.192 Rec.02/08/96 (R)
04.00	Learning Turkish - Lesson 10 (R)
04.30	Arabic Programme (R)
05.00	Tarjumatul Quran Class with Huzoor (R)
06.05	Tilawat, Dars Malfoozat, News
06.30	Children's Corner - Mulaqat with Huzoor No.65 part2(R)
07.00	Sindhi Programme
08.00	Al Maidah
08.15	Perahan
08.55	Liqaa Ma'al Arab No.186
10.00	Urdu Class No.192
11.00	Quiz - History of Ahmadiyyat
11.30	Durr-i-Sameen - Correct Pronunciation of Nazms
12.05	Tilawat, News
12.30	Learning Dutch Lesson no.9 part1
13.00	Indonesian Hour
14.00	Bengali Programme - Defination of a Muslim
15.00	Homoeopathy Class No.106 With Huzoor
16.00	Liqaa Ma'al Arab No.187
17.00	Bosnian / Russian Programme
18.05	Tilawat, Dars Malfoozat, News
18.30	Urdu Class No.193
19.30	German Service
20.30	Children's Corner: Correct Pronunciation of the Holy Quran, Lesson No.21
21.00	M.T.A Variety
22.00	Homoeopathy Class No.106 with Hadhrat Khalifatul Masih IV
23.25	Learning Dutch - Lesson No.9

Translations for Huzur's Programmes are available on following Audio frequencies:

English: 7.02mhz;
Arabic: 7.20mhz;
Bengali: 7.38mhz;
French: 7.56mhz;
German: 7.74mhz;
Indonesian/Russian: 7.92mhz;
Turkish: 8.10mhz.

Prepared by: MTA Scheduling Department

Al Fazl International Weekly, London

16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (0181) 870 8517
Fax: (0181) 870 1095

Vol. 5 | Friday, February 27, 1998 | No. 9

حاصل مطالعہ

(دوست محمد شاہد ۔ مؤرخ احمدیت)

ماہنامہ "دفاع" کراچی (اگست ۱۹۹۷ء) کے صفحہ ۴۰ پر پاکستان کے ایک غیر احمدی مسلمان کا ایک حقیقت افروز بیان. سپرد اشاعت ہوا ہے جس کا ایک حصہ بلا تبصرہ ذیل میں ہدیہ قارئین کیا جاتا ہے۔

اور بھی دور فلک ہیں ابھی آنے والے
ناز اتنا نہ کریں ہم کو ستانے والے

۳۰ لاکھ افراد کا کفر ایک لمحہ فکریہ

قادیانیت کا سیلاب آئندہ چند برسوں میں ساری دنیا کو بہا لے جائے گا

"چند روز قبل اپنے بعض (قادیانی) دوستوں کے ساتھ (جو اپنے آپ کو احمدی کہتے ہیں) ان کے امام مرزا طاہر احمد صاحب کا خطاب بذریعہ سیٹلائٹ دیکھنے کا موقعہ ملا۔ مرزا نے اپنے خطاب میں بہت سی باتیں ایسی بیان کی ہیں جو ہم سب کے لئے لمحۂ فکریہ ہے۔ مرزا کے خطاب کے حوالے سے چند معروضات پیش کرنا مقصود ہے۔

راقم الحروف نے ۱۹۷۴ء میں ابھی کچھ کچھ ہوش سنبھالا تھا اور انہی دنوں یہ بات بڑے زور سے سنی تھی کہ "قادیانی" کافر ہیں اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ اس مسئلے کو لے کر ان دنوں کافی مار دھاڑ بھی ہوئی۔ صرف گوجرانوالہ میں ہی ۷ قادیانیوں کو مسلمانوں نے بڑی بے دردی سے قتل کیا اور ان کی لاشوں کی بےحرمتی بھی کی۔ علاوہ ازیں ملک بھر میں قادیانیوں کا وسیع پیمانے پر جانی و مالی نقصان ہوا لیکن جو بات کھل کر سامنے آئی وہ یہ تھی کہ اب قادیانی فرقہ ہمارے ملک سے ختم ہو جائے گا۔

ہم لوگ اس بات کو بھول بھال گئے کہ اچانک ایک مرتبہ پھر قادیانیوں کے حوالے سے ضیاء الحق مرحوم کا آرڈیننس ملک کے طول و عرض میں موضوع گفتگو بن گیا۔ یہ دور میری ذہنی پختگی کا دور تھا۔ اس لئے ماحول میں ہونے والے واقعات کا تجزیہ کرنے کے لائق ہو چکا تھا۔ ضیاء الحق نے قادیانی جماعت کو کینسر قرار دے کر پاکستان کی سرزمین کو اس بیماری سے نجات دلانے کے عزم کا اظہار کیا تھا۔ اسی صدارتی حکم نامے کے بعد مرزا طاہر احمد ملک سے فرار ہو گئے کیونکہ ضیاء الحق مرحوم ذوالفقار علی بھٹو مرحوم کی طرح مرزا صاحب کو بھی ایک آدمی اسلم قریشی کے قتل میں ملوث کر کے پھانسی دینا چاہتے تھے اور ان کا یہ ارادہ بعض قریبی ذرائع سے منظر عام پر آیا کہ "اگر بھٹو کو نواب محمد احمد خان کے والد کے قتل پر سزائے موت ہو سکتی ہے تو مرزا طاہر کو اسلم قریشی کے قتل میں پھانسی کیوں نہیں دی جا سکتی"۔

تعجب ہے کہ وہ (مقتول) اسلم قریشی زندہ سلامت منظر عام پر آ گیا۔ پاکستان ٹیلی ویژن نے اس کی گمشدگی اور برآمدگی کے متعلق اس کا اپنا انٹرویو نشر کیا اور یہ سارا ڈرامہ اپنے بدانجام کو پہنچ گیا۔

ہمارے علماء اسی اسلم قریشی کے قتل پر بھری مجلسوں میں منبروں پر چڑھ چڑھ کر حلف اٹھا رہے تھے جو آج بھی زندہ ہیں۔ بعض علماء تو یہاں تک پہنچ گئے کہ اگر مرزا طاہر اسلم قریشی کا قاتل ثابت نہ ہوا تو ہمیں سزائے موت دے دی جائے۔

قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا۔ مگر یہ مسئلہ حل نہ ہوا۔ قادیانیوں کے قتل کو مباح (حلال) قرار دیا گیا مگر یہ ختم نہ ہوئے۔ قتل کے جھوٹے ڈرامے رچائے گئے لیکن بے کار۔ ان سب کوششوں کے باوجود یہ بات سامنے آئی ہے کہ قادیانی جماعت کا سربراہ بڑے فخر سے اعلان کرتا ہے "چشم عالم نے یہ نظارہ آج سے قبل نہیں دیکھا کہ ۳۰ لاکھ افراد ایک سال میں کسی مذہب میں داخل ہوئے ہوں۔

ہمارے معاشرے سے دن بدن امن اٹھ رہا ہے۔ بے حیائی اور گناہ زوروں پر پل رہا ہے۔ رشوت، غبن اور فراڈ ہمارے ماتھے پر کلنک ہیں، بڑوں بڑوں کے گند کھل کر سامنے آ رہے ہیں، نائٹ کلب، فیشن شو، ویڈیو اور ڈش کی تباہ کاریاں اخلاقی اقدار کو کچلے جا رہی ہیں۔ **اور ہمارے محترم علماء آپس میں دست و گریباں ہیں۔ عوام سے جھوٹ بولتے ہیں کہ ہم قادیانیوں کا برطانیہ میں صفایا کر آئے ہیں۔ یہ اچھا صفایا ہے کہ ہر سال (گمراہ) ہونے والوں کی تعداد دوگنا ہوجاتی ہے۔**

مستزاد یہ کہ مرزا صاحب نے یہ بھی اعلان کیا کہ حج کے دوران جو آگ منیٰ میں لگی اور ہزاروں حاجی اس کی لپیٹ میں آ گئے یہ بھی ان کے مباہلے کا نتیجہ ہے۔ اور یہ گواہیاں ملی ہیں کہ بعض مولوی حضرات نے خانہ کعبہ کے غلاف سے چمٹ کر یہ دعا مانگی تھی کہ اے خداوند کریم اگر ہم سچے ہیں تو قادیانیوں کو برباد کر دے اور اگر قادیانی سچے ہیں تو ہم پر اپنا غضب نازل فرما۔

مرزا صاحب کا کہنا ہے کہ اس مولوی کی دعا قبول ہو گئی اور خدا تعالیٰ نے فیصلہ قادیانیت کے حق میں ظاہر فرما دیا کیا یہ ممکن ہے؟۔ اگر یہ بات درست ہے تو پھر ہمیں سوچنا ہو گا۔ اور اگر یہ واقعہ درست نہ بھی ہو تو ایک دوسرا پہلو اس سے بھی زیادہ فکر انگیز ہے اور وہ یہ کہ قادیانی امام ۱۹۸۸ء سے آج تک مباہلہ کے میدان میں کھڑا للکار رہا ہے اور ایک طرح سے اپنا معاملہ خدا کی بارگاہ میں پیش کر کے فیصلے کا طلب گار ہے۔ **قادیانیوں کی روز افزوں ترقی، لاکھوں کی تعداد میں لوگوں کا قادیانی مذہب میں داخل ہونا اور دنیا کا قادیانیت کی طرف بڑھتا ہوا میلان بظاہر اس بات کی علامت معلوم ہوتی ہے کہ خدا تعالیٰ ان کی طرف کھڑا ہے کیونکہ ہر آنکھ دیکھ سکتی ہے کہ ساری امت ایک طرف اور ایک چھوٹی سی جماعت دوسری طرف۔** تیل کی دولت، حکومتوں کا ساتھ، سواد اعظم کا دعویٰ، نتیجہ صفر۔ (کفر) پھیلتا جا رہا ہے اور یہ (مسلمان) دن بدن اخلاقی، روحانی، مالی اور دینی انحطاط کا شکار۔ آخر کیوں؟

اگر یہ ساری طاقتیں اور وسائل قادیانیت کا مقابلہ کرنے اور اسے ختم کرنے کے لئے ناکافی ہیں تو پھر ہم سب بارگاہ الٰہی میں گر کیوں نہیں جاتے۔ اس کے مقابل پر ہر مسجد سے یہ اعلان کیوں نہیں ہوتا کہ فتنہ قادیانیت کے قلع قمع کے لئے ساری امت راتوں کو جاگ جاگ کر اللہ تعالیٰ کے حضور گڑگڑائے کہ اے خدا تو نے ہمیں سارے وسائل عطا کئے لیکن ہم آپس کے اختلافات اور اپنی کمزوری ایمان کے باعث اس (فتنہ) کو کچلنے میں ناکام رہے ہیں۔ اے خدا تو تو جانتا ہے کہ قادیانی جھوٹے ہیں اس لئے ہم دردمندانہ دعا کرتے ہیں کہ تو ان کی پشت پناہی اور تائید چھوڑ کر انہیں ذلیل و رسوا کر دے اور ہمیں ان پستیوں سے نکال جن میں گرے ہوئے ہیں۔

میری علماء اور دردمند دل رکھنے والے مسلمانوں سے اپیل ہے کہ وہ اس میدان میں نکلیں اور خدا تعالیٰ کو محمد رسول اللہ ﷺ کی محبت کا واسطہ دے کر اس سے دعا کریں کہ خدا تعالیٰ اس مٹھی بھر گروہ کے خلاف ہماری مدد فرمائے۔ اگر ہم نے سنجیدگی کے ساتھ اس مسئلے پر غور اور عمل نہ کیا تو جس رفتار سے قادیانیت کا سیلاب بڑھ رہا ہے اس کو دیکھ کر یہ اندازہ لگانا مشکل نہیں کہ آئندہ چند برسوں میں یہ ساری دنیا کے ساتھ ساتھ پاکستان کو بھی بہا لے جائے گا"۔

(ماہنامہ "دفاع" کراچی۔ اگست ۱۹۹۷ء صفحہ ۴۰)

ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل کا

سالانہ چندہ خریداری

برطانیہ: پچیس (۲۵) پاؤنڈز سٹرلنگ
یورپ: چالیس (۴۰) پاؤنڈز سٹرلنگ
دیگر ممالک: ساٹھ (۶۰) پاؤنڈز سٹرلنگ
(مینیجر)

بقیہ: رپورٹ جلسہ سالانہ گھانا از صفحہ ۱۲

ہے کہ باوجودیکہ جلسہ کے انعقاد سے قبل شدید بارشوں کا سلسلہ شروع ہوا جو جلسہ کے انعقاد سے چند روز قبل تک چلتا رہا اگر یہ سلسلہ جاری رہتا تو جلسہ کا انعقاد مشکلات کا شکار ہو جاتا چنانچہ حضور انور ایدہ اللہ کی خدمت میں دعا کی درخواست کی گئی۔ اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا اور اس کے بعد بارش نہیں ہوئی۔

اسی طرح مکرم امیر صاحب نے بعض دوستوں کی قربانیوں کا ذکر کیا کہ بعض دوستوں نے پانی کی قلت کے باعث اپنے واٹر ٹینک جلسہ کے ایام کے لئے جماعت کو پیش کر دئے۔ بعض دوستوں نے اپنے مکان مکمل کر کے مہمانوں کی رہائش کے لئے پیش کئے۔ نیز Yendy کی مسجد کے لئے ایک احمدی دوست نے ۵۰ ملین سیڈیز کی قربانی پیش کی۔

نومبائعین میں سے ایک دوست نے شبینہ اجلاس میں تقریر کرتے ہوئے کہا تھا کہ جس رفتار سے احمدیت پھیل رہی ہے بہت جلد یہ جگہ جلسہ کے انعقاد کے لئے چھوٹی ہو جائے گی۔ مکرم امیر صاحب نے اسے بتایا کہ ہم نے اس کا پہلے ہی سے انتظام کیا ہوا ہے کیونکہ ایک دوست نے ایک سو ایکڑ رقبہ خرید کر جماعت کو دیا ہوا ہے۔ اور وہاں ہم نے کام شروع کیا ہوا ہے۔ اس لئے وہ جگہ کے بارہ میں فکر مند نہ ہوں۔

آخری اجلاس کے دوران بعض خصوصی مدعوین کو بھی خطاب کا موقع دیا گیا۔ جن میں وولٹا ریجن کے علاقہ کے پیرامونٹ چیف کے نمائندہ اور آئیوری کوسٹ کے سفیر صاحب شامل تھے۔ آئیوری کوسٹ کے سفیر صاحب نے کہا کہ یہ موقع میرے لئے بڑی سعادت ہے اس وقت تو تنگی وقت کی وجہ سے ایسا ممکن نہ ہو سکا لیکن انشاء اللہ اگلے سال جماعت احمدیہ گھانا کے سالانہ جلسہ میں آئیوری کوسٹ کا ایک بڑا وفد شامل ہو گا۔ مکرم سفیر صاحب کو حضور کا کینیڈا میں خطاب اور کیلنڈر ۱۹۹۸ء تحفۃً پیش کیا گیا۔

وولٹا ریجن کے علاقہ کے پیرامونٹ چیف کے نمائندہ نے کہا کہ خود چیف بعض مصروفیات کی وجہ سے جلسہ میں شامل نہ ہو سکے تاہم انہوں نے جو کچھ اس موقع پر دیکھا ہے یہ تمام روئیداد انہیں بتا دیں گے۔ نیز انہوں نے کہا کہ ہم سب جماعت کے ساتھ ہیں اور امید کرتے ہیں کہ مستقبل میں ان کے علاقہ میں ایک جلسہ کا انعقاد کیا جائے گا۔

حسب روایت ہر اجلاس کے اختتام پر معزز مہمانوں کی اشیاء خورونوش سے تواضع کی جاتی رہی۔

الحمدللہ کہ یہ جلسہ ہر لحاظ سے انتہائی کامیاب رہا۔ امسال تقریباً ۴ ہزار افراد نے جلسہ میں شمولیت کی۔ آخر پر ان تمام کارکنان کے لئے دعا کی درخواست ہے جنہوں نے کسی بھی رنگ میں جلسہ کو کامیاب بنانے میں حصہ لیا۔ مکرم ڈاکٹر سید تاثیر مجتبیٰ صاحب اور ڈاکٹر محمد ظفر اللہ صاحب نے حسب سابق ابتدائی طبی امداد کا انتظام کیا اور عارضی کلینک بستان احمد میں لگایا۔

احباب سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام کارکنان جلسہ کو اور شرکاء جلسہ کو اپنے فضلوں سے نوازے اور جلسہ سے وابستہ برکات سے وافر حصہ عطا فرمائے۔ ☆......☆......☆

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں:-

اَللّٰھُمَّ مَزِّقْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْھُمْ تَسْحِیْقاً

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کر دے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے۔